www.urdukutabkhanapk.blogspot.com

# زلزلے کی دھول

اُردو کُتب خانہ پی کے
urdukutabkhanapk.blogspot

محمود شام

www.urdukutabkhanapk.blogspot.com

اُردو کُتب خانہ
URDUKUTABKHANAPK.BLOGSPOT

# زلزلے کی دھول

کالم اور نظمیں

محمود شام

www.urdukutabkhanapk.blogspot.com

# ZALZALEY KI DHOOL

by

## Mahmood Shaam

جملہ حقوق محفوظ

اشاعت : 2006

مطبع : اے بی سی پرنٹرز

قیمت : /150روپے

ناشر

ویلکم بک پورٹ، مین اُردو بازار۔ کراچی

فون: 021-2633151 - 2639581

فیکس: 021-2638086

ای میل : wbp@welbooks.com

ویب : www.welbooks.com

ان سب نوجوان پاکستانیوں کے نام

جو دن رات خدمت میں مصروف ہیں

www.urdukutabkhanapk.blogspot.com

www.urdukutabkhanapk.blogspot.com

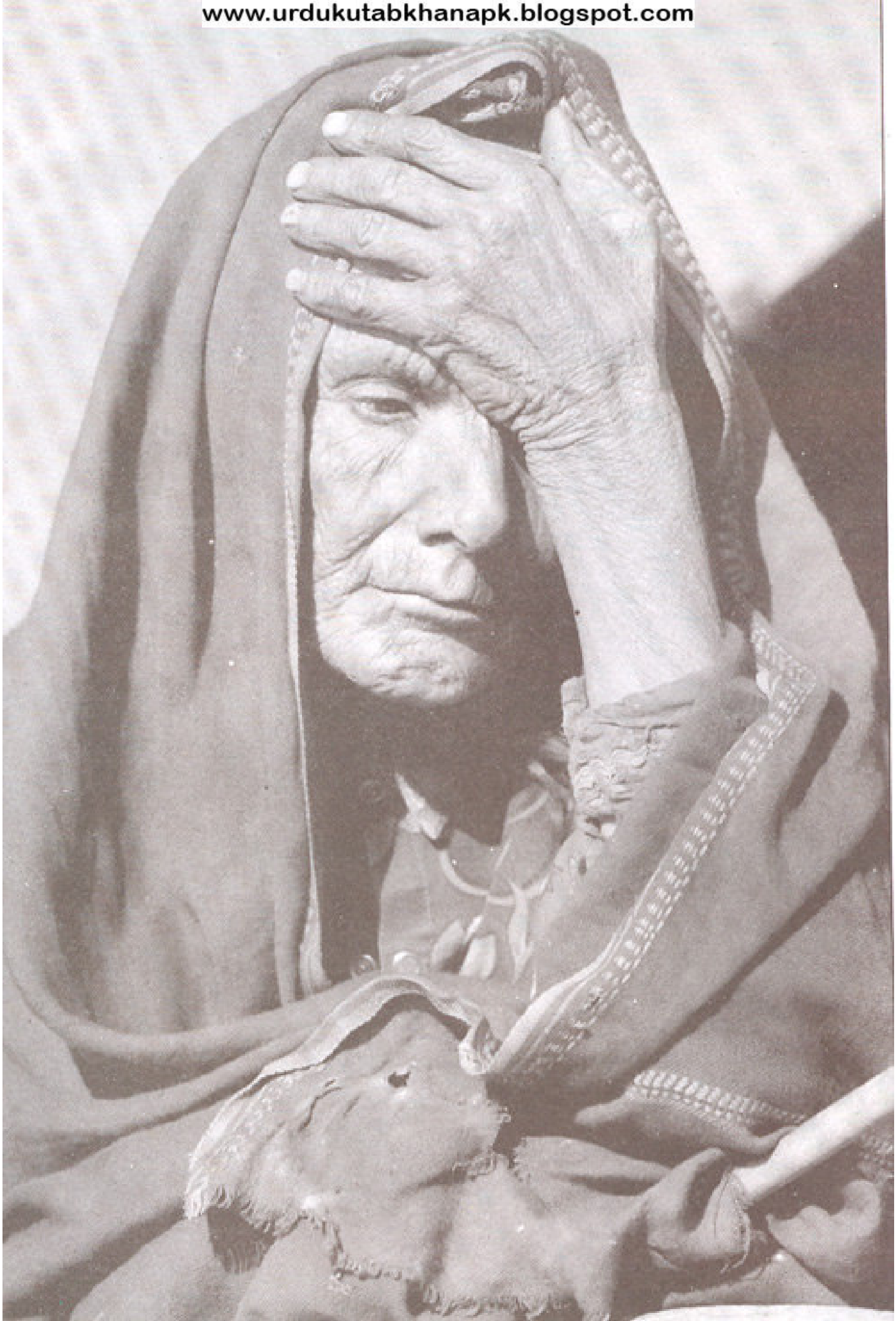

www.urdukutabkhanapk.blogspot.com

# مضامین

صفحہ نمبر


| | | |
|---|---|---|
| 1۔ | جذبۂ پاکستان، زندہ باد | 13 |
| 2۔ | کیا یہ لمحہ پائیدار قومی مفاہمت کا نقطۂ آغاز ہے | 21 |
| 3۔ | سزا کسی کو ملی، گناہ گار کون تھے | 26 |
| 4۔ | ہیں گنہ کن کن کے اور ان کی سزا کس کو ملی | 30 |
| 5۔ | جنوبی ایشیاء پاکستان بھارت دونوں کی قیادتوں کا امتحاں | 41 |
| 6۔ | درد بانٹتی نسل کے نام ایک خط | 45 |
| 7۔ | سڑکیں دریا میں جا گری ہیں | 49 |
| 8۔ | باغ جو اجڑ گیا | 52 |
| 9۔ | جاگیردار، زمیندار، قبائلی سردار آگے کیوں نہیں آئے | 55 |
| 10۔ | عالمی ڈونرز کانفرنس | 59 |
| 11۔ | شکریہ دنیا والو! پاکستان نوازی کا | 62 |
| 12۔ | الائی کی اداسیاں کم ہو رہی ہیں | 65 |
| 13۔ | جناب صدر! امانتوں کا بوجھ بڑھ رہا ہے | 70 |
| 14۔ | بہت کچھ سکھانے والے یہ دو ماہ | 75 |

www.urdukutabkhanapk.blogspot.com

www.urdukutabkhanapk.blogspot.com

# عرضِ مصنف

صبح صبح تمام اخبارات کی ورق گردانی کے بعد ہمیں اپنے دن بھر کا ادارتی لائحہ عمل طے کرنا ہوتا ہے۔ اسی مرحلے سے گزر رہے تھے۔ دن سنیچر کا، رمضان المبارک کا دوسرا دن، اکتوبر کی آٹھ تاریخ۔ فون کی گھنٹی بجتی ہے ہمارا ہر دم مستعد، باخبر نواسہ شرجیل اسلام آباد سے لائن پر ہے۔ ''نانو..... بہت شدید زلزلہ آیا ہے..... اب بھی جھٹکے آ رہے ہیں۔'' میں کہتا ہوں کہ ''آپ لوگ اپنے آپ کو سنبھالو..... گھر سے باہر سڑک پر چلے جاؤ۔''

یہ پہلی اطلاع تھی۔ اس خوفناک المیے کی ہولناک تباہی کی۔ اس کے چند منٹ بعد جیو، پر بھی پٹی آنا شروع ہوگئی۔ جوں جوں وقت گزرتا گیا، غم پھیلتا گیا۔ دکھ اپنے سائے طویل کرتا رہا۔ پہلے تو سب یہی سمجھے تھے کہ صرف اسلام آباد کی ایک عمارت زد میں آئی ہے۔ مرگلہ ٹاورز منہدم ہوا ہے۔ پہلے دن تو آخر شب تک کسی کو اندازہ نہیں تھا کہ کیا قیامت گزر چکی ہے۔ چند سیکنڈ میں کتنی بستیاں مٹ چکی ہیں، کتنے انسان جو ایک پل پہلے جیتے جاگتے تھے۔ دوسرے پل بس نہیں تھے۔

ٹی وی چینل۔ لمحہ بہ لمحہ روداد سنا رہے تھے۔ خبر رساں ایجنسیاں تصویریں جاری کر رہی تھیں سب پاکستانیوں کے لئے اپنی تاریخ کا سب سے المناک سانحہ تھا۔ راستے مسدود ہوگئے تھے، سڑکیں ٹوٹ چکی تھیں، پل ریزہ ریزہ ہوگئے تھے۔ دو تین روز بعد ہی اصل صورتِ حال سامنے آ سکی۔ لیکن پاکستانی قوم نے پہلے دن سے ہی بیداری، شعور، انسانیت

www.urdukutabkhanapk.blogspot.com



سے محبت، ہم وطنوں سے لگاؤ کا والہانہ اظہار کیا۔ قریہ قریہ، گاؤں گاؤں، شہر شہر عطیات، امدادی سامان جمع ہونا شروع ہو گیا۔ یہ سب ہماری تاریخ کا ایک تابناک باب ہے۔ آپ سب اس کی تفصیلات جانتے ہیں۔ میرے لیے یہ ایک بہت ہی دل ہلا دینے والا، بہت کچھ سکھانے والا تجربہ تھا۔ میں تو سوچتا رہا، غور کرتا رہا، کہ یہ جو بظاہر بہت بڑی بربادی ہے۔ جس میں 80 ہزار انسان جاں بحق ہو گئے۔ جن میں بچوں، بچیوں کی تعداد بہت زیادہ تھی۔ جو اسکولوں کے کمروں میں ہی دفن ہو گئے۔ اللہ تعالیٰ نے یقیناً اس بربادی میں ہمارے لیے کوئی نوید کوئی بشارت رکھی ہے۔ جو ہم محدود سوچ رکھنے والوں کی دانش نہیں جان سکتی۔ ٹی وی کی اسکرین پر، یا روزانہ اخبارات میں شائع ہونے والی تصویریں میرا دل تھام لیتی تھیں، آنکھیں نم ہو جاتی تھیں۔ بچے بچیاں، غنچے پھول بنے بغیر ہی کیوں مرجھا گئے۔ حسین وادیاں کھنڈر کیوں بن گئی، کشمیر جنت نظیر اور بالخصوص ہماری طرف کا آزاد حصہ اس کی زد میں کیوں آیا۔ زلزلے نے سرحد نہیں دیکھی۔ لائن آف کنٹرول کی تمیز نہیں کی۔ دونوں طرف کے کشمیریوں کے گھر اجڑ گئے، ایسا کیوں.....؟

بہت کچھ لکھا گیا، سنا گیا اور ابھی نہ جانے کتنی تحریریں سامنے آئیں گی انسان وقت کے ساتھ بہت کچھ بھول جاتا ہے۔ پہلے دو ماہ تو بہت کرب میں گزرے۔ جذبے بہت بیدار رہے..... افراد، تنظیمیں، حکومتی ادارے بہت کچھ لے کر پہنچتے رہے یہ بھی سب کو خبر تھی کہ سردیاں آ رہی ہیں۔ برف گرنے والی ہے۔ تین ماہ بہت کٹھن ہوں گے۔ اقوام متحدہ کے نمائندے بھی خبردار کرتے رہے۔ ہم پھر اپنے اپنے معمولات میں الجھتے چلے گئے۔ اپوزیشن نے وہی بائیکاٹ، واک آؤٹ شروع کر دیا۔ حکومت کمیٹی میں شمولیت کی دعوت دیتی رہی۔ پھر آبی ذخائر کی بات چل نکلی۔ ہم بھول گئے کہ لاکھوں بھائی بہنیں مائیں کپکپاتی

www.urdukutabkhanapk.blogspot.com



سردی میں کھلے آسمان تلے زندگی گزارنے پر مجبور ہیں۔ کتنے خیمے بارش اور برف کو برداشت کر پا رہے ہیں۔

اب بھی یہی حال ہے۔ لیکن خدمت کرنے والے ادارے اب بھی وہاں موجود ہیں۔ پاکستان کی مسلح افواج اب بھی اپنے ہم وطنوں کے لئے امدادی کارروائیاں کر رہی ہیں۔ نوجوان رضا کار اپنے گھروں سے دور متاثرہ خاندانوں کا غم بانٹ رہے ہیں۔ ریلیف کمیشن کے اہلکار اپنی کارروائیوں میں مصروف ہیں۔ تعمیر نو کی اتھارٹی نے بھی منصوبہ بندی شروع کر دی ہے۔

میں نے اس عرصے میں نثر میں بھی بہت کچھ لکھا اور شعر میں بھی۔ زلزلے پر میری پہلی پانچ سطری نظم ''ماں'' بہت مقبول ہوئی تھی۔ اپنے طور پر اسے کئی اداروں نے اپنی امدادی سرگرمیوں کے خاکوں اور اشتہاروں میں استعمال کیا۔ مجھے فخر ہے کہ اس نظم کے بعد ہی اہلِ قلم اس طرف متوجہ ہوئے۔ بہت درد بھری تحریریں اُردو ادب کا حصّہ بنیں۔ ٹی وی چینلوں پر اس حوالے سے مشاعرے ہوئے۔ ادبی رسائل نے خصوصی گوشے شائع کیے۔

میں نے بھی یہ ضروری جانا کہ اپنی نثری اور شعری تحریروں کو یکجا کر دوں۔ کہ یہ تاریخِ پاکستان کے ایک انتہائی خوفناک المیے کو بھی یاد دلاتی ہیں اور جذبۂ اکتوبر کی روشنی بھی اس سے پھیلتی ہے۔ پہلے ہم 1965ء کی جنگ کے حوالے سے جذبۂ ستمبر کو اپنا اثاثہ قرار دیتے تھے۔ لیکن اکتوبر کا جوش و جذبہ اس سے بھی آگے چلا گیا۔ ستمبر 1965ء میں بھی قوم ایک ہو گئی تھی۔ لیکن اس جذبے کی حد سرحد پر جا کر ختم ہو جاتی تھی۔ اس کا ایک ہی زاویہ تھا۔ ایک ہی پہلو تھا۔ زلزلے کی تباہ کاریوں کے حوالے سے جذبۂ اکتوبر بے پایاں تھا۔ اس کی گہرائی زیادہ تھی، اس نے لاکھوں گھروں کو متاثر کیا تھا۔ اس کے مناظر بہت زیادہ رلا دینے والے

www.urdukutabkhanapk.blogspot.com



تھے۔ بہت زیادہ دل ہلا دینے والے تھے۔اس نے دلوں میں زیادہ ہلچل پیدا کی۔ پھر بھی بہت سے طبقے بااثر حلقے ایسے رہے، جن کے دل نہیں پسیجے۔ آنکھیں نہیں بھیگیں ان کا ذکر بھی ان تحریروں میں ہے۔

زمیں کی تہیں جس طرح تھرتھرائیں، پہاڑ ریزہ ریزہ ہوئے، بستیاں آناً فاناً مٹ گئیں، فطرت کس طرح مصوری کرتی رہی، خون سے رنگ بھرتی رہی، یہ سب کچھ شعری تجربہ بنا۔ میں نے اپنے طور پر کوشش کی ہے کہ صحافی کی حیثیت سے مجھے اس تباہی کو قریب سے دیکھنے کا جو موقع ملا۔ ان مشاہدات کو صحافیانہ تحریروں کے ساتھ ساتھ شعر و ادب کے قالب میں بھی ڈھالوں تباہی۔ بربادی المناکی پر بہت نظمیں لکھی گئیں۔ لیکن ہیلی کاپٹر جو اس عرصے میں زندگی بچانے کے سب سے بڑے محرک بنے۔ فیلڈ ہسپتال جہاں ملکی و غیر ملکی مسیحاؤں نے موت سے دربدر لڑ کر زندگی کی جنگ جیتی، چکلالہ ایئرپورٹ جہاں دنیا بھر سے امدادی سامان لے کر ہیلی کاپٹر، جہاز اترتے رہے۔ ان سب کا تذکرہ ضروری ہے۔

میری یہ صحافیانہ اور شاعرانہ کوششیں آپ کے سامنے ہیں۔ بتائیے آپ کو یہ کیسی لگیں..... یہ ان دنوں کے آپ کے میرے اور پوری قوم کے محسوسات کو محفوظ کر رہی ہیں یا نہیں۔ آنے والی نسلیں اس تصنیف کے حوالے سے پاکستان کی تاریخ کے ایک عظیم المیے کے کرب اور درد کو بھی جان سکیں گی اور اس جذبۂ اکتوبر سے بھی باخبر ہو سکیں گی کہ نہیں۔ جس نے غم بانٹنے کی ایک حوصلہ افزا اور لازوال مثال قائم کی۔

محمود شام

15/مارچ 2006

www.urdukutabkhanapk.blogspot.com



# جذبۂ پاکستان۔زندہ باد

8/اکتوبر۔ ہولناک سنیچر نے آزاد کشمیر اور سرحد میں زمین کو ایسے جھنجھوڑا کہ ہزاروں انسان زندہ دفن ہو گئے، سیکڑوں زخمی ہو گئے، ہزاروں اب بھی ملبے تلے دبے ہیں، بستیاں صفحۂ ہستی سے مٹ گئیں۔

وہاں اسی سیاہ ترین سنیچر نے پنجاب، سندھ، سرحد اور بلوچستان کے ضمیر ہلا کر رکھ دیئے۔ کراچی، لاہور، ملتان، کوئٹہ، پشاور، فیصل آباد، سیالکوٹ، چھوٹے بڑے شہروں میں لوگ مختلف کیمپوں میں کپڑے، کمبل، دوائیں، کھانے پینے کی چیزیں عطیہ کر رہے ہیں۔ ابھی طیارے، ٹرک پہلا سامان پہنچا کر واپس بھی نہیں آتے کہ کئی مزید جہازوں اور ٹرکوں کے لئے مال جمع ہو جاتا ہے۔ جس رفتار سے سامان اکٹھا ہو رہا ہے اسی رفتار سے اگر یہ متاثرین تک پہنچنا شروع ہو جائے تو محرومیاں، اذیتیں اور کرب سے بہت جلد نجات مل جائے۔

کراچی تو پاکستان کا سب سے بڑا شہر ہے۔ لوگ بھی سب سے زیادہ یہاں ہیں اور صنعتیں، تجارت بھی۔ یہ قائد کا شہر ہے ایثار و ہمدردی اپنے پورے عروج پر ہے دوسرے شہروں میں بھی یہی عالم ہے۔ بجا طور پر کہا جا رہا ہے کہ جذبہ ستمبر واپس آ گیا ہے۔ 1965ء کی جنگ میں یہی جوش تھا ابھی تین ہفتے پہلے ہم نے 6 ستمبر کو 1965ء کے غازیوں، شہیدوں اور شہریوں کو خراج عقیدت پیش کیا تھا جسے 40 سال گزر چکے تھے۔ اس وقت یہ موضوع گفتگو تھا کہ وہ جذبہ پھر لوٹ سکتا ہے یا نہیں اور دیکھئے کہ چند روز بعد ہی اس جوش، محبت اور اپنے ہم وطنوں سے یکجہتی کے رنگ ہر شہر اور ہر قریئے میں کھل کر بکھر رہے ہیں۔

www.urdukutabkhanapk.blogspot.com



دولت مند ہوں، متوسط طبقے والے یا غریب تنخواہ دار۔ سب اپنی اپنی حیثیت کے مطابق عطیات دے رہے ہیں۔ آزمائش اور ابتلاء کی گھڑیوں میں زندہ قومیں اسی رویے کا مظاہرہ کرتی ہیں۔

ہم پاکستان کے لوگ We the people of Pakistan تو ہمیشہ اسی جذبے سے سرشار رہے ہیں اور جب ضرورت پڑی ہے اسی احساس کا اظہار کرتے رہے ہیں۔ 1947ء میں جب ملک بنا تو ہم نے مہاجرین کے لئے دلوں اور گھروں کے دروازے کھول دیئے تھے۔ 1965ء میں جب دشمن نے حملہ کیا تو ہم پاکستان کے عوام اپنی مسلح افواج کے بعد دوسری دفاعی لائن بن گئے تھے۔ 1971ء میں بھی ہمارا تو یہی عزم اور جوش تھا۔ پھر جب 1973ء میں ہم پاکستان کے عوام نے متفقہ طور پر منظور شدہ آئین تخلیق کیا، تب بھی یہی جذبہ تھا۔ 14/اگست کو ہم اسی جوش کے ساتھ باہر نکلتے ہیں۔ واہگہ پر جب پرچم اتارا جاتا ہے وہاں بھی ہماری پیشانیوں پر یہی چمک ہوتی ہے۔

لیکن..... ایک گہری آہ اور وقفۂ مایوسی کے ساتھ۔ سوال یہ ہے کہ یہ جذبہ پائیدار کیوں نہیں رہتا، اسے تسلسل کیوں نہیں ملتا، یہ حقیقت میں کیوں نہیں ڈھلتا، یہ خواب اپنی تعبیر کیوں نہیں پاتا، جذبے کے اس دھارے سے ذہنوں اور رویوں کی کھیتیاں سیراب کرنے کے لئے نہریں کیوں نہیں نکالی جاتیں۔ اس دھارے کو محفوظ رکھنے کے لئے بڑے ڈیم کیوں نہیں بنتے۔ یہ کس کی ذمہ داری ہے کہ یہ جذبہ جاری رہے، یہ عزم زندہ رہے، آنکھوں میں یہ چمک پیشانیوں پر یہ دمک ہمیشہ رہے۔

قوم کے اس جذبے کو برقرار رکھتی ہیں ذمہ دار حکومتیں، بیدار قومی سیاسی جماعتیں، حقیقت پسند دانشور، تھنک ٹینک، حالات کی نبض پر انگلی رکھنے والی یونیورسٹیاں، معاشرے کی دھڑکنیں سننے والے علمائے کرام۔ لیکن یہ وقت گزرتے ہی اپنے دوسرے معمولات میں مصروف ہو جاتے ہیں۔ یہ دھارا ان کے قدموں سے ٹکرا ٹکرا کر ضائع ہو جاتا ہے۔

یہ جذبہ اب جس مصیبت کی گھڑی میں خود بخود دوبارہ بیدار ہوا ہے وہ ایک بہت بڑا چیلنج ہے۔ یہ قدرتی آفت بہت شدت رکھتی ہے اس کی گہرائی اور گیرائی بہت زیادہ ہے۔

www.urdukutabkhanapk.blogspot.com



تباہی نے اتنے بڑے رقبے کو اپنی لپیٹ میں لے لیا ہے کہ پاکستان جیسے کم وسائل والے ملک کے لئے اس کا مقابلہ آسان نہیں ہے۔ خاندان کے خاندان ختم ہو گئے، ادارے تباہ ہو گئے، گھر، دفاتر، کارخانے، اسپتال نیست و نابود ہو گئے۔ تا حد نظر بربادی ہے، لاشوں کے ڈھیر ہیں۔ یہ سب کچھ پلک جھپکتے میں ہو گیا لیکن اس کو بحال کرنے میں مہینوں لگ سکتے ہیں۔ یہ بہت نیک شگون ہے کہ اس وقت حکومت، اپوزیشن اور عام لوگ سب ایک ہی فکر رکھتے ہیں۔ اللہ کا لاکھ لاکھ شکر ہے کہ اس نازک وقت میں ہم پاکستان کے عوام ایک ہیں، ہم سب اس وقت حقیقت پسندی کا مظاہرہ کر رہے ہیں، ہم سب یہ تسلیم کر رہے ہیں کہ یہ ایک قدرتی آفت ہے۔ اللہ تعالیٰ کی طرف سے ایک آزمائش ہے، امتحان ہے۔ قدرت کا جب قہر نازل ہوتا ہے اس کی ہمہ گیری کا اندازہ ویسے ہی بہت مشکل ہوتا ہے ابتدا میں تو خیر ناممکن ہوتا ہے۔ زلزلے کی پیشگوئی نہیں ہو سکتی کہاں تک کس کس کو اپنی لپیٹ میں لے گا یہ ہمیشہ بعد میں پتہ چلتا ہے۔ دنیا کے انتہائی ترقی یافتہ معاشرے بھی اپنی تمام تحقیق، حفاظتی اقدامات کے باوجود زلزلوں کی تباہ کاریاں نہیں روک سکے۔ اپنے وسائل، شعور اور ذمہ دارانہ رویوں سے وہ بعد کے منفی اثرات کو زیادہ سے زیادہ محدود کر لیتے ہیں۔ ہمارے پاس نہ تو اتنے وسائل ہیں، نہ ٹیکنالوجی، نہ انفرااسٹرکچر کہ اس کے بعد کے نقصانات کو کم سے کم کر سکیں۔ اتنی جلدی ہلاکتوں کی صحیح تعداد کا تعین بھی مشکل ہوتا ہے اور نقصانات کا قطعی تخمینہ بھی ناممکن۔

سب سے پہلا مرحلہ تو یہ ہے کہ جو زندگیاں ملبے تلے دبی ہوئی ہیں یا زخمی ہیں ان کو بچایا جائے۔ اس کے بعد لاشوں کی تدفین اور کھلے آسمان تلے موسم کی سختی برداشت کرنے والوں کی حفاظت۔ یہ تینوں مرحلے طے ہو جائیں تو تعمیر نو اور آبادکاری کی باری آتی ہے۔ پہلی ترجیحات کے لئے ایک طرف تو فضا کے راستے متاثرہ مقامات تک رسائی دوسری طرف شکستہ پلوں اور تباہ سڑکوں کی مرمت، تاکہ زمینی رابطہ بھی بحال ہو سکے۔ اس وقت ہم انہی ابتدائی مراحل میں ہیں۔ ہزاروں پاکستانی، آزاد کشمیری مدد کو ترس رہے ہیں۔ دل نہیں مانتا، ذہن قبول کرنے کو تیار نہیں ہے۔ پھول جیسے بچے بچیاں، اپنی ہی درسگاہوں کی

www.urdukutabkhanapk.blogspot.com



دیواروں نے مسل دیئے۔ کالجوں نے اپنے طالب علموں کی جان لے لی۔ لوگ کہتے تھے پاکستان میں دیہات میں، قصبوں میں بچیوں کو تعلیم نہیں دی جاتی۔ سرحد میں ملاؤں کا غلبہ ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ گڑھی حبیب اللہ میں سیکڑوں بچیاں اسکول میں موجود تھیں جب زمین کانپ اٹھی، سڑکوں میں دراڑیں پڑ گئیں۔ اقراء کی جستجو میں گھروں سے نکلنے والی معصوم بیٹیاں، کیا ان پر گزری ہوگی، کس طرح چیخی ہوں گی، کس طرح مدد مدد پکارا ہوگا۔ مگر وہاں اللہ کے علاوہ سننے والا کون تھا۔ ان بے گناہوں کو کس گناہ کی سزا ملی۔ یہ اللہ ہی جانے، مولا ہی جانے۔

سرحد، آزاد کشمیر میں زلزلے کی لہر جانے کتنے بچے بچیوں، نوجوانوں کو اپنے ساتھ ابدالآباد کی طرف لے گئی۔

ہم میں سے جو کچھ کر سکتا ہے، کر رہا ہے یا نہیں۔ صدر مملکت کی جو ذمہ داریاں ہیں وہ پوری کر رہے ہیں یا نہیں۔ پاک فوج کے افسروں اور جوانوں سے قوم جو توقع کرتی ہے وہ اس پر پورے اتر رہے ہیں یا نہیں۔ وزیراعظم کے منصب سے جو تقاضے ہیں وہ نبھائے جا رہے ہیں یا نہیں۔ وفاقی وزراء، گورنر، وزرائے اعلیٰ، وزیر، افسر سب ہی حرکت میں نظر آ رہے ہیں۔ ان کی پیشانیوں پر فکر اور جملوں میں درد جھلک رہا ہے۔ اپوزیشن لیڈرز بھی ملول دکھائی دے رہے ہیں۔ سماجی تنظیمیں بھی رات دن مصروف عمل ہیں۔ ہم پاکستان کے عوام بھی یہ سب کچھ مشاہدہ کر رہے ہیں، اللہ تعالیٰ بھی دیکھ رہا ہے۔

جہاں جہاں زلزلے نے تباہی مچائی ہے وہاں تو مقامی طور پر کوئی محکمہ، کوئی افسر بچا ہی نہیں جو فوری امدادی کارروائی کر سکتا، اوپر والوں کو اطلاع دے سکتا۔ اسلام آباد پنڈی میں اتنی تباہی نہیں ہوئی۔ محکمے اور افسر تھے وہ مستعد بھی دکھائی دیئے لیکن آزاد کشمیر، سرحد میں تو سڑکیں پھٹ گئیں، اسپتال زمیں بوس ہو گئے۔ سرکاری دفاتر، کالج، اسکول تباہ ہو گئے۔ وہاں مقامی طور پر فوراً کچھ ہونے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا تھا۔ دوسری جگہ سے امداد اسی صورت میں پہنچ سکتی تھی جب رابطہ بحال ہوگا، اطلاعات پہنچ جائیں۔ جیسے جیسے سڑکوں، پلوں کی مرمت کر کے ربط جوڑا گیا، میڈیا پہنچا پھر امدادی ٹیمیں آئیں، سرکار بھی پہنچی، عام

www.urdukutabkhanapk.blogspot.com



لوگ بھی دور دراز شہروں سے سامان لے کر خود تقسیم کر رہے ہیں۔

ہم پاکستان کے عوام کو میڈیا کی آزادی کا اس وقت حقیقی معنوں میں پھل ملا ہے۔ باغ، مظفر آباد، بالاکوٹ، راولاکوٹ، بٹ گرام، کالا ڈھاکا اور میرے وطن کے حسین سرسبز مقامات میں قدرت کے قہر سے تباہی و بربادی میڈیا ہی دنیا کے سامنے لایا ہے۔ جس سے پورے پاکستان میں ہم وطنوں کی آنکھیں پرنم ہو گئیں۔ دل مضطرب ہو گئے، ذہن ماؤف، ایک طرف اپنے محفوظ رہنے پر اللہ کا شکر، دوسری طرف اپنے تباہ حال ہم وطنوں کی امداد کے لئے ایک عزم۔ یہ احساس کہ جتنے بڑے پیمانے پر بربادی اور تباہی ہوئی ہے اس کا مقابلہ حکومت اکیلے نہیں کر سکتی، سرکاری مشینری تنہا مدد نہیں کر سکتی۔ سب کو یہ احساس ہے کہ جب سڑکیں اس طرح ٹوٹ پھوٹ جائیں، بستیاں تاراج ہو جائیں، اتنی بڑی تعداد میں انسان ہلاک ہو جائیں۔ بچے، بچیاں، عورتیں زخم زخم ہوں، مقامی اسپتال بھی زمیں بوس ہو چکے ہوں تو حکومتی ادارے چاہنے کے باوجود فوراً کیسے پہنچ سکتے ہیں۔ ایسی بربادی سے نمٹنے کے لئے ہمارے پاس وہ مشینری اور آلات اتنی تعداد میں ہی نہیں کہ وہ بیک وقت سیکڑوں بستیوں میں امدادی کارروائیاں کر سکیں۔ الزام برائے الزام کی بجائے کسی غیر جانبدار ادارے کو سنجیدگی سے جائزہ لینا چاہئے کہ جو بھی حالات تھے ان میں حکومتی ٹیمیں کب پہنچیں۔ کیا پہلے بھی پہنچ سکتی تھیں۔ یہ آمد و رفت سب ریکارڈ پر موجود ہے۔ موسمی حالات، فاصلوں، کٹے ہوئے رابطوں کو بھی سامنے رکھا جائے۔ ان کے تناظر میں دیکھا جائے کہ زمینی راستے سے امداد جب پہنچی تو کیا یہی مناسب وقت تھا، فضائی راستوں سے جب امداد گئی تو کیا اس سے پہلے بھی جا سکتی تھی۔ حقائق کی مطابقت سے اس نقل و حرکت کو مانیٹر کیا جائے تو سچائی سامنے آئے گی۔ قومی اسمبلی اور سینیٹ کی کمیٹیاں تشکیل دی جائیں جن میں اپوزیشن ارکان بھی ہوں۔ وہ اس پر ایک رپورٹ مرتب کر سکتی ہیں۔

اللہ تعالیٰ نے ہمیں شاید اسی لئے آزمائش میں ڈالا ہو۔ یہ خوفناک جھٹکے اسی لئے دیئے ہوں کہ ہمیں احساس ہو کہ اتنے وسیع و عریض علاقے میں انفرا اسٹرکچر کتنا کمزور ہے، سڑکیں کتنی ناکارہ ہیں، مکانات ریت کے گھروندے ہیں۔ یہ درست ہے کہ ہمارے پاس

www.urdukutabkhanapk.blogspot.com



وسائل کم ہیں لیکن ہماری کوتاہیاں، غیر ذمہ داریاں، ہم نہیں دیکھتے کہ ہمیں ایسے علاقوں میں کیسے مکانات بنانے چاہئیں، کیسی سڑکیں اور کیسے پل۔ دنیا کے دوسرے حصوں میں بھی ایسے پہاڑی علاقوں میں لوگ رہتے ہیں۔ زلزلوں اور طوفانوں کے خطرات سامنے رکھتے ہوئے طرز تعمیر اختیار کیا جاتا ہے۔ یہ سچ ہے کہ زلزلہ اچانک آتا ہے پہلے سے بتایا نہیں جاسکتا لیکن یہ تو ہم سب کو علم ہے کہ زلزلہ آتا ہے اور جب آتا ہے تو کتنی تباہی لاتا ہے۔ شمالی علاقوں میں تو کچھ سال پہلے بھی کافی تباہی ہوئی تھی۔ کیا ہم نے اپنے گھروں، سرکاری دفتروں، اسکولوں، کالجوں کی عمارتوں میں طوفانی بارشوں، زلزلوں سے تحفظ کی منصوبہ بندی کی تھی۔

ان حسین وادیوں میں رہنے والوں نے بھی کبھی ان خطرات کا احساس کیا۔ ان متاثرہ علاقوں کے مکینوں کے بہت سے قریبی احباب برطانیہ اور دوسرے مغربی ملکوں میں رہتے ہیں ان کے پاس اللہ کا دیا بہت کچھ ہے۔ وہ ان ترقی یافتہ ملکوں کی محفوظ زندگی بھی دیکھتے ہیں۔ انہوں نے اپنے آبائی علاقوں کو محفوظ بنانے کے لئے کچھ کیا یا نہیں۔

اب جب اتنی بڑی تباہی ہو چکی، قدرت کی طرف سے ایک للکار مل چکی تو ہمارے کیا عزائم ہیں۔ ویسے تو یہ انسانی فطرت ہے کہ جب کوئی سانحہ ہو تو سب توبہ استغفار کرتے ہیں، اپنی موت یاد کرتے ہیں، بے شمار عہد کرتے ہیں لیکن وقت گزرنے کے بعد سب کچھ بھول جاتا ہے۔ اب بھی آٹھ دس روز مزید یہ چرچا رہے گا پھر سب اپنے اپنے معمولات میں کھو جائیں گے یا کوئی نیا واقعہ، ملک میں یا دنیا میں ایسا ہوگا کہ میڈیا کی توجہ ادھر منتقل ہو جائے گی۔ دانشمندی یہ ہے کہ ان علاقوں میں بحالی اور تعمیر نو عارضی طور پر نہیں ہونی چاہئے۔ ملبے تلے سے زندہ انسانوں کو نکالنے، میدانوں میں پڑے بے خانماں افراد کو خیمے اور پناہ گاہیں فراہم کرنے، زخمیوں کو اسپتالوں میں پہنچانے، لاشوں کی تدفین کے بعد سب سے پہلا کام یہ ہونا چاہئے کہ متاثرہ علاقوں میں تباہی کا تخمینہ جامع انداز میں تیار کیا جائے۔ یہ صبر آزما مشق وقت چاہتی ہے۔ نقصانات کے اس اندازے کے بعد تعمیر نو کا ایک طویل المیعاد منصوبہ بہت غور و فکر کے بعد تیار کیا جائے متاثرہ علاقوں کو دور افتادہ اور غیر اہم سمجھ کر

www.urdukutabkhanapk.blogspot.com



نظر انداز نہ کیا جائے۔ یہ ہماری جنت ہیں، پر فضا ہیں، دلکش ہیں مگر یہاں شاہراہیں نہیں ہیں، مضبوط پل نہیں ہیں، ہوٹل نہیں ہیں۔ اس لئے ہم وطن بھی بہت کم تعداد میں آتے ہیں، غیر ملکی سیاح بھی شاذ و نادر آتے ہیں۔ اب جب ہمیں کھنڈرات پر نئے شہر تعمیر کرنے ہیں تو صرف مرمت نہیں کریں، سڑکوں میں صرف پیوند کاری نہ ہو ہم وطنوں نے بہت عطیات دیئے ہیں، نقد رقوم بھی دی ہیں، دنیا بھر سے امداد آ رہی ہے، آئے گی۔ متحدہ عرب امارات نے مظفر آباد کا اسپتال خود تعمیر کر کے دینے کی پیشکش کی ہے۔ جب نقصانات کا مکمل تخمینہ دنیا کے سامنے آئے گا اور ہمارا یہ عزم کہ ہم اس تباہی و بربادی کو خوشحال آبادیوں میں تبدیل کرنا چاہتے ہیں تو دوسرے کئی ممالک، ملٹی نیشنل کمپنیاں یہاں اچھی شاہراہوں، پلوں، یونیورسٹیوں اور غریب لوگوں کے گھروں کی تعمیر میں بھرپور تعاون کے لئے تیار ہو جائیں گی۔ ہم پاکستان کے عوام عہد کرتے ہیں کہ تدبر اور بصیرت سے ایک نیا جہان تخلیق کریں گے۔

ان بستیوں کی اتنے مستحکم اور معیاری انداز میں تعمیر نو سے ہی ہم اس سانحے کے نتیجے میں بیوہ ہو جانے والی بہنوں، یتیم ہو جانے والے بچوں بچیوں اور قربانیاں دینے والے خاندانوں کے حضور سرخرو ہو سکتے ہیں۔ کل جب ان مرحومین، زخمیوں اور معذوروں کی آئندہ نسلیں ایک محفوظ ماحول میں سانس لیں گی تو انہیں اس معاشرے سے تعلق پر فخر ہوگا اور اس زلزلے کے شہداء کی روحیں بھی خوش ہوں گی۔ آج کی چیخوں، آہوں، سسکیوں، بے کسی اور بے گور و کفن لاشوں کے رلا دینے والے مناظر جب مضبوط، مستحکم رہائش گاہوں، وسیع شاہراہوں اور پر فضا مقامات میں تبدیل ہوں گے تو تاریخ یقیناً یہ کہہ سکے گی کہ پاکستان کے عوام نے یقیناً اس بربادی سے سبق سیکھا ہے۔ تعمیر نو کے اس عمل میں مقامی آبادی کے معتبروں، اساتذہ، پروفیسرز، اگر مقامی حکومت ہے تو اس کے عہدیداروں کو ہر قدم پر شامل کیا جائے۔ ایک ویب سائٹ قائم کر دی جائے جہاں روزانہ ملنے والی امداد کا بھی اندراج ہو۔ اس طرح اخراجات کا بھی۔ امدادی عطیات پہلے بھی آتے رہے ہیں لیکن یہ پتہ نہیں چلتا کہ یہ کہاں خرچ ہوئے۔

www.urdukutabkhanapk.blogspot.com

ہم پاکستان کے عوام کو یہ بھی دیکھنا ہوگا کہ ملک کے دوسرے حصوں کا کیا حال ہے۔ وہاں گھر کتنے مضبوط ہیں۔ اسکول، کالجوں کی چھتیں کتنی پائیدار ہیں، ٹھیکیداروں اور سرکاری افسروں کی ہوس بلڈنگوں کو بہت کمزور کر دیتی ہے۔ قدرت کی اتنی بڑے پیمانے پر برہمی کا تو کیا یہ منصوبے تھوڑی سی آگ کا مقابلہ نہیں کر پاتے۔ موسم کی پہلی بارش ان کے پول کھول دیتی ہے۔ ان کی بھی ابھی سے فکر کرلیں۔ اس وقت کا انتظار نہ کریں کہ اللہ تعالیٰ اپنی قہاری و جباری سے ہمیں آزمائش میں ڈال دے۔ ملک کے دوسرے حصوں میں دیرپا پل، وسیع شاہراہیں، پائیدار عمارتیں اور مستحکم گھر ہم پاکستان کے عوام کا حق ہیں، یہ حق حقیقت پسندی سے ہی حاصل ہوسکتا ہے۔

⌘ ⌘ ⌘ ⌘

www.urdukutabkhanapk.blogspot.com



# کیا یہ لمحہ پائیدار قومی مفاہمت کا نقطہ آغاز ہے؟

پاکستان میں اس وقت عوام اور خواص جس ذہنی فضا میں سانس لے رہے ہیں، حکومت اور اپوزیشن ایک دوسرے سے جس طرح تعاون کر رہے ہیں، سویلین اور ملٹری میں جتنا قریبی رابطہ ہے۔ اپنے ہم وطنوں آزاد کشمیر اور سرحد کے بھائیوں کے لئے جو دردمندی ہے۔ ایسی مثالی ہم آہنگی کی تمنا تو ہمیشہ رہی ہے لیکن اس کا ایسا عملی مظاہرہ کبھی دیکھنے میں نہیں آیا۔ تاریخ ہمیں بتاتی ہے کہ ایسے ہی لمحے اگر گرفت میں لے لئے جائیں تو وہ ایک پائیدار مستقبل کا نقطہ آغاز بن جاتے ہیں۔ میں انتہائی سنجیدگی سے یہ سوچ رہا ہوں کہ اس وقت اپنائیت ہے، ہم وطنوں کے لئے فکر ہے، اختلافی رویّے ختم ہو چکے ہیں، کیا ان مضبوط بنیادوں پر قومی مفاہمت کی تعمیر کی جا سکتی ہے مخالفانہ بیان بازی بھی بہت کم ہے، محاذ آرائی نہیں ہے قومی اسمبلی اور سینیٹ سے واک آؤٹ نہیں ہے، فوج کو بیرکوں میں واپس جانے کو نہیں کہا جا رہا ہے ایسے ہی موڑ قوموں کی زندگی میں فیصلہ کن شکل اختیار کر لیتے ہیں اگر انہیں تسلسل دیدیا جائے۔

اس مفاہمت کا آغاز صدر مملکت نے اپنے خطاب میں تمام سیاسی جماعتوں کی تعریف عوام اور این جی اوز کو خراج تحسین سے کر دیا ہے یہ بھی حقیقت ہے کہ کسی ملک میں قومی اتفاق رائے اور ملّی مفاہمت سربراہ مملکت کے رویّے سے بھی پیدا ہوتی ہے اس وقت حالات نے صدر کو پھر مرکزی حیثیت دیدی ہے اس آفت ناگہانی کے مقابلے کی قیادت انہوں نے جس تدبر سے کی ہے اس سے عوام میں ان کے وقار میں اضافہ ہوا ہے۔ اس بڑے پیمانے پر تباہی کا مقابلہ سول ملٹری تعاون سے ہی ہو سکتا ہے اس وقت دونوں کی

www.urdukutabkhanapk.blogspot.com



سربراہی ایک ہی شخصیت کے پاس ہے اس لئے یہ تعاون اور ہم آہنگی پورے عروج پر ہے عام طور پر صدر مملکت سے یہ توقع کی جاتی ہے کہ وہ متنازع امور میں فریق نہیں بنیں گے کہ وہ آئین کی علامت ہیں، مملکت کے اتحاد کا مظہر ہیں اس لئے وہ سیاسی جماعتی، اختلافی امور میں شریک نہیں ہوتے۔ ہر ملک کو ایسی شخصیت کی ضرورت ہوتی ہے جو تمام سیاسی، مذہبی، سماجی اختلافات سے بالاتر ہو، کسی محاذ آرائی کا حصہ نہ بنے اپنے عہدے کا وزن کسی ایک فریق کے پلڑے میں نہ ڈالے۔

صدر مملکت موجودہ قومی مفاہمت کی فضا برقرار رکھنے کے لئے اس وقت شعوری طور پر یہ فیصلہ کرلیں کہ وہ کسی زندہ یا مردہ سیاسی شخصیت کے بارے میں کوئی منفی بات نہیں کریں گے اور کسی کے حامیوں کی نظر میں متنازع نہیں بنیں گے۔ محاذ آرائی بہت ہوچکی، لہو بہت بہہ چکا، بلاوجہ کی سیاسی لڑائیوں میں وقت بہت ضائع ہو چکا۔ پاکستان کے پاس کرنے کو بہت کچھ ہے اگر سب لوگ ان ضروری کاموں میں تن من دھن سے لگ جائیں تو سیاسی کشائش کی انہیں فرصت ہی نہ ملے۔

آل پارٹیز کانفرنس یقیناً اس مفاہمت کو آگے لے جاسکتی ہے اور منعقد ہونی چاہئے لیکن یہ صدر مملکت کو نہیں بلانی چاہئے وہ اس سے بالاتر رہیں۔ یہ کانفرنس چوہدری شجاعت حسین صدر مسلم لیگ کی حیثیت سے بلائیں یا وزیراعظم اس کا اہتمام کریں اس کا ایجنڈا پہلے سے مشترکہ طور پر تمام قابل ذکر سیاسی جماعتیں تیار کریں آج کل قوم کا جو موڈ ہے اور سیاسی جماعتیں جس سوچ کے ساتھ چل رہی ہیں کل جماعتی کانفرنس میں مختلف سیاسی شخصیتوں سے یقیناً مثبت اور ٹھوس تجاویز کی توقع کی جاسکتی ہے۔ بحث برائے بحث، مخالفت برائے مخالفت کا زیادہ امکان نہیں ہوگا قوم کے اسی موڈ نے سرحد کے وزیراعلیٰ کو مجبور کردیا کہ وہ قومی سلامتی کونسل کے اجلاس میں شریک ہوں۔ لوگوں نے اس پرسکون کا سانس لیا ہے۔ سرحد کے بے خانماں اور تباہ برباد عوام نے بھی اس پر اللہ کا شکر ادا کیا ہوگا۔

زلزلے نے جس طرح آزاد کشمیر اور سرحد میں بربادی پھیلائی ہے ہر پاکستانی کا دل لرز گیا ہے یہاں بچ جانے والے جس کرب سے گزر رہے ہیں وہ بہت گہرا بھی ہے اور

www.urdukutabkhanapk.blogspot.com



خطرناک بھی۔اس کی آبادکاری اور اقتصادی بحالی میں اگر ہم نے ذرا بھی کوتاہی کا ارتکاب کیا تو اس کے نتائج بہت دور رس ہوں گے۔1965ء میں مشرقی پاکستان کو جس طرح کم دفاع کے ساتھ چھوڑا گیا پھر 1971ء کے سائیکلون میں وہاں جو امدادی کارروائیاں ہونی چاہئیں اور نہیں ہوئیں۔مغربی پاکستان کے خواص اور عوام نے اس درد کو محسوس نہیں کیا تھا اس طرح یہ بھائی ہم سے دور ہوتے گئے اس وقت پاکستان کے عوام نے جس جذبے کا اظہار کیا ہے وہ تو بڑے تدبر اور بصیرت کا مظہر ہے۔امدادی سامان اور عطیات اخوت اور گہری قربت کا سماں پیدا کر رہے ہیں صدر مملکت موقع پر پہنچ رہے ہیں، وزیراعظم جا رہے ہیں، چوہدری شجاعت حسین اور دوسرے رہنما بھی متاثرین سے ملنے جا رہے ہیں۔اپوزیشن کے رہنما بھی دورے کر رہے ہیں سیاسی جماعتوں نے بھی کیمپ قائم کر رکھے ہیں۔یہ سب کچھ ہم سب دیکھ رہے ہیں اور اسی جذبے کی تعریف بھی ہو رہی ہے۔لیکن ضروری نہیں کہ متاثرین کے دلوں اور ذہنوں میں بھی یہ خوشگوار تاثر ہو نہ وہ اخبارات دیکھ سکتے ہیں نہ کسی ٹی وی چینل پر کوئی پروگرام۔انہیں کچھ پتہ نہیں کہ ان کے ہم وطن ان کے لئے کیا کر رہے ہیں۔8/اکتوبر سے پہلے کی پرسکون زندگی کا تو وہ ابھی تصور بھی نہیں کر سکتے فقط اپنے حواس بحال کرنے کے لئے انہیں خیمے مل جائیں، جسموں پر وار کرتی سردی کی مدافعت کے لئے کمبل دستیاب ہوں تو ان تک اخوت، ہمدردی کے اس جذبے کی ہلکی سی آنچ پہنچے گی۔ان کے ذہن اس وقت جس کیفیت میں ہیں وہ انہیں اشتعال کی طرف ہی لے جا سکتے ہیں اس لئے ہمیں تیزی سے ان کے زخموں پر مرہم رکھنا ہوگا۔ان کی ضروریات پوری کرنا ہوں گی۔

ہم کب سے ایک آتش فشاں پر بیٹھے ہیں اللہ نے اس بڑی آزمائش میں ڈال کر یقیناً ہمیں سدھرنے کا موقع دیا ہے۔ایک طرف ہمیں ایک نظم وضبط کے ساتھ موت کے سائے میں سلگتی زندگیوں کو ان کا حوصلہ اور وقار واپس دلانا ہے، فوری امداد فراہم کرنا ہے، جو خوشحالی کی راہ میں سب سے بڑی رکاوٹ ہے۔زلزلے نے کسی سردار اور غلام میں امتیاز نہیں برتا، کسی ایک فرقے کو نشانہ نہیں بنایا۔اللہ کے دربار میں سب ایک ہیں جب ہم زمین پر اللہ کا نظام قائم کرنے کا دعویٰ کرتے ہیں تو سرداروں اور جاگیرداروں کی برتری، وسائل پر گرفت،

www.urdukutabkhanapk.blogspot.com



غریبوں، ہاریوں، کسانوں کی کمتری اور وسائل سے محرومی نہیں ہونی چاہئے، قانون کا نفاذ بھی یکساں ہو۔ وسائل تک رسائی بھی ایک جیسی ہو، امیری غریبی کے فاصلے دور کرنا بھی قومی مفاہمت کا ایک ناگزیر حصہ ہے۔ قومی ہم آہنگی کے حصول کی ایک بنیادی شرط یہ ہوتی ہے کہ کسی سیاسی اختلاف کی بنا پر دوسرے کی حب الوطنی کو مشکوک قرار نہیں دیں، غداری کے سرٹیفکیٹ نہ بانٹیں، سیاسی اور گروہی مفادات کو قومی مفاد کا نام نہ دیں۔ مذہبی اختلاف کو کفر و اسلام کا معرکہ نہ ٹھہرائیں۔ اقتصادی مفادات کو سیاسی محاذ آرائی کی بنیاد نہ بنائیں۔

یہ زلزلہ ایک اشارہ یہ بھی دے رہا ہے کہ مسئلہ کشمیر کے حل کا وقت نزدیک آ گیا ہے۔ زلزلے سے ختم ہونے والی نسلیں اپنی تلخیاں ساتھ لے کر چلی گئی ہیں۔ زلزلے نے لائن آف کنٹرول کو بین الاقوامی سرحد تسلیم نہیں کیا، دونوں طرف تباہی ہوئی ہے۔ دونوں طرف کے کشمیریوں کے زخم ایک سے لگے ہیں۔ گھر، سڑکیں، پل دونوں طرف تباہ ہوئے ہیں، انفرااسٹرکچر دونوں طرف بہت کمزور تھا۔ آبادکاری اور از سر نو تعمیر دونوں طرف ایک جیسی فکر مندی پیدا کرے گی۔ پھر یہ کیا سیاسی سمت اختیار کرے گی اس کا تجزیہ ضروری ہے۔

پاکستان میں قومی مفاہمت کو اس امر سے بھی تقویت مل سکتی ہے کہ اب جتنے شدید نقصانات ہوئے ہیں، جتنے بڑی پیمانے پر تباہی ہوئی ہے اتنے ہی بڑے پیمانے پر تعمیر نو ہوگی۔ اقتصادی سرگرمیوں کا حجم اتنا ہی بڑھے گا، ہزاروں لوگوں کو روزگار ملے گا۔ سڑکوں، پلوں کی تعمیر کے بڑے بڑے ٹھیکے ہوں گے، کھانے پینے اور دوسری ضرورت کی اشیاء بڑی تعداد میں تیار ہوں گی، درآمد ہوں گی، غیر ملکی زرمبادلہ بڑی تعداد میں آئے گا۔ یہ سب کچھ ہونا ہے اگر قومی مفاہمت کے ماحول میں سب مل کر ایک مشترکہ سیاسی اور اقتصادی منزل کا تعین کریں گے تو قومی سطح پر اس کے فائدے بھی ہوں گے جو ترقی ہوگی اس کے ثمرات سب تک پہنچیں گے اس فضا کو اگر ہم برقرار رکھیں، آگے لے کر چلیں تو ہم بڑے ڈیم کی تعمیر اور اپنے دوسرے بڑے دیرینہ مسائل بھی حل کر سکتے ہیں۔

قومی مفاہمت کی حسین منزل تک پہنچنے میں سب سے زیادہ اہم کردار صدر مملکت کا ہے۔ وہ سب پاکستانیوں کے صدر اور اختلافات سے بالاتر شخصیت بن جائیں اس لمحے اس

www.urdukutabkhanapk.blogspot.com



جذبے پر گرفت مضبوط کریں پوری قوم کو اپنے ساتھ لے کر چلیں قومی اتفاق رائے انہیں وردی کی نسبت زیادہ طاقت اور اعتماد دے سکتا ہے۔

صدر مملکت کے بعد دوسرا اہم کردار سیاسی سربراہوں اور علمائے دین کا ہے کہ وہ حقیقی مسائل کے حل میں تعاون کریں، اپنی حکومت قائم ہونے کا انتظار نہ کریں۔ اپنی جماعتی تنظیم اور کارکنوں کی تربیت پر زور دیں، محاذ آرائی، واک آؤٹ، بائیکاٹ سے عملی طور پر اجتناب کریں۔ کسی ایک شخصیت کو ملک میں سب کے لئے محترم رہنے دیں تاکہ کسی بحران کے وقت معاشرہ بالکل ہی بے سمت نہ ہو کر رہ جائے۔ قومی مفاہمت پائیدار ہوگی تو صرف آج کے حکمرانوں کو عزت و احترام میسر نہیں ہوگا، آنے والے بھی محاذ آرائی کا نشانہ نہیں بنیں گے۔

ہم پاکستان کے عوام چاہیں تو آج کی مثبت، سازگار فضا اور قومی ذہنی رویے کو ایک مستحکم قومی مفاہمت کا نقطۂ آغاز بنا سکتے ہیں اگر اس لمحے اور جذبے کو ہم نے اپنے ہاتھ سے نکلنے دیا تو تاریخ ہمیں معاف نہیں کرے گی۔

⌘ ⌘ ⌘ ⌘

www.urdukutabkhanapk.blogspot.com



# سزا کسی کو ملی۔ گناہ گار کون تھے

میرا دل لرز اٹھتا ہے جب کسی کو بڑی آسانی سے یہ کہتے ہوئے سنتا ہوں۔ مرنے والوں کی تعداد 39 ہزار سے زیادہ ہوگئی ہے، کسی نے یہ تک کہہ دیا کہ ہلاکتیں 3 لاکھ ہوسکتی ہیں۔ ایک صاحب بڑے اطمینان سے کہہ رہے تھے 5 لاکھ اپاہج ہوسکتے ہیں۔ کسی گھر میں ایک فوتیدگی ہوجائے، کتنے دنوں بلکہ مہینوں تک سوگ کا ماحول رہتا ہے، کتنے کام رک جاتے ہیں، اس سے جڑے کتنے خاندان غم میں ڈوب جاتے ہیں۔ انسان اللہ تعالیٰ کی اشرف ترین تخلیق ہے۔ یہ آٹھ دس بھی اٹھ جائیں تو صف ماتم بچھ جاتی ہے۔ چالیس ہزار جیتے جاگتے انسان، جن میں سیکڑوں بچے بچیاں بھی شامل ہیں ہمارے درمیان سے چند سیکنڈ میں چلے گئے۔ ذرا اپنے دل میں جھانکیں، ذہن میں اتریں، کہیں موت کی ہیبت ہے یا نہیں۔ اتنی بڑی تعداد میں لقمہ اجل بننے والوں کی بات کرتے ہوئے ہمیں خوف نہیں آتا، ہماری زبان خشک نہیں ہوتی، ہماری آنکھیں ڈبڈبا نہیں جاتیں۔ کیا ہم سوچتے ہیں کہ ہزاروں ماؤں کی گود خالی ہوگئی، کتنی سہاگنیں بیوہ ہوگئیں، کتنے چاند سے حسین بچے بچیاں یتیم ہوگئے، کتنے شوہر تنہا رہ گئے، کتنی برادریاں نیست و نابود ہوگئیں۔ یہ سب کسی ماں کی تمنا تھے کسی باپ کا سہارا تھے، کسی کے سر کا سایہ تھے، کسی کی آنکھ کا چین تھے، کسی کے دل کی ٹھنڈک تھے۔ صرف پیارے ہی نہیں بچھڑے املاک بھی تباہ ہوگئیں، محلے اجڑ گئے، شہر برباد ہوگئے کیا ہم تصور کررہے ہیں کہ جو بچ گئے ہیں۔ ان کے لئے زندگی کتنی دشوار ہوگی، وہ کیسے جئیں گے، کیسے اپنے آس پاس دیکھیں گے۔ اپنے عزیزوں کو اقارب کو پاس نہ پاکر ان کی حالت کیا ہوگی۔

www.urdukutabkhanapk.blogspot.com



ہم میں بعض بہت اعتماد اور یقین سے کہہ رہے ہیں کہ یہ قوم کے گناہوں کی سزا ہے، ہماری بداعمالیوں کا نتیجہ ہے۔ یہ تو اللہ ہی جانتا ہے کہ یہ قیامت کیوں برپا ہوئی، یہ عذاب کیوں نازل ہوا ہے۔ ہم تو یہ جانتے ہیں کہ گناہ گار تو ہم ہیں خطائیں تو ہم کرتے ہیں یہ بے چارے غریب لوگ، پہاڑوں پر، وادیوں میں، بہت کٹھن زندگی گزارنے والے، بہت مشقت سے دو وقت کی روٹی کمانے والے۔ ان کو فرصت گناہ کی کب ملتی ہوگی۔ وہ تو رزق کی تلاش میں کراچی جیسے دور دراز شہر میں آتے ہیں، پردیس جاتے ہیں، بیوی بچوں سے دور رہتے ہیں، سڑکیں کاٹتے ہیں، اونچی اونچی بلڈنگیں بنانے میں جان خطرے میں ڈالتے ہیں، راتوں میں پہرے دیتے ہیں، رکشے چلاتے ہیں، دہشت گردوں کی گولیوں کا نشانہ بنتے ہیں، ڈکیتیوں کا ہدف بنتے ہیں۔ خاندان تو ان کے اجڑے ہیں، کتنی محنت مشقت سے کمائے روپوں سے بنائے چھوٹے چھوٹے گھر تو ان کے گرے ہیں، سیکڑوں بچے بچیاں نوجوان اپنی درسگاہوں میں علم حاصل کرتے ہوئے مارے گئے۔ ہزاروں دفتروں میں ڈیوٹی پر تھے، خواتین اپنے اپنے گھروں میں تھیں، کوئی جوئے خانے میں نہیں تھا، نائٹ کلب میں نہیں تھا، ذخیرہ اندوزی نہیں کر رہا تھا، غیبت نہیں کر رہا تھا۔ ناجائز آمدنی پر اترا نہیں رہا تھا۔ اللہ ہی جانتا ہے کہ کس کا گناہ کتنی پکڑ والا ہے۔ ہم کون ہوتے ہیں کہ اتنے اعتماد اور یقین سے کہہ دیں کہ یہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہمارے گناہوں پر ایک وارننگ ہے، ایک انتباہ ہے۔

یہ تو ضرور ہوا ہے کہ لوگوں نے امدادی کارروائیوں میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیا ہے۔ کراچی سے پشاور تک کوئٹہ سے گوادر، پنجاب، سرحد، بلوچستان، سندھ، سب جگہ عطیات دیئے گئے، امدادی سامان جمع کیا گیا۔ اس جذبے کی سب نے تعریف کی، سب نے سراہا، یہ جوش یہ لگن، یہ دھن اب تک جاری ہے۔ شاید اس سے ان لاکھوں خاندانوں کے غم بٹ سکیں، شاید ان کا درد کم ہو سکے۔ لیکن کیا زلزلے کے شدید جھٹکوں نے گنہ گاروں کے ضمیر کو کچوکے دیئے، ہر روز ہزاروں ہم وطنوں کی لاشیں، سیکڑوں زخمیوں کو دیکھ کر کیا بدعنوانوں کے دل کانپے۔ کیا کوئی ذخیرہ اندوزی کرنے والا سامنے آیا، اعتراف کیا کہ میں نے دولت

www.urdukutabkhanapk.blogspot.com


کی ہوس میں لوگوں کی ضرورتیں پوری کرنے کی بجائے اشیائے خوردنی جمع کیں اور منہ مانگے داموں فروخت کیں، اب آئندہ کبھی ایسا نہیں کروں گا۔ کروڑوں روپے کمیشن کھانے والے کسی سرکاری افسر نے اس قیامت کو سامنے دیکھ کر اپنی بدعنوانیوں کا اقبال کیا اور کوئی ندامت محسوس کی کہ میں نے سرکاری خزانے کو اتنا نقصان پہنچایا، یہ بے ایمانی تھی۔ کسی سی ڈی اے، ایل ڈی اے کے بی سی اے کا کوئی افسر ماہیت قلب تبدیل ہونے کے بعد یہ کہتا ہوا دکھائی دیا کہ میں نے کئی عمارتوں کے غلط نقشے پاس کئے، اب میرا ضمیر مجھے کوس رہا ہے۔ کوئی ٹھیکیدار روتا پیٹتا ہوا آیا کہ میرا دل مجھے جھنجھوڑ رہا ہے۔ میں نے ایسی سڑکیں بنائیں جو پہلی بارش میں بہہ گئیں، سیلاب برداشت نہ کرسکیں، زلزلے کے جھٹکے نہ سہہ سکیں۔ کوئی بلڈر ہاتھ اٹھائے سر جھکائے آیا کہ میں نے عمارتوں میں ناقص مال ڈالا۔ مجھے معلوم تھا کہ یہ کسی وقت بھی نیچے آرہیں گی لیکن مجھے تو دولت سے غرض تھی اب میرا ایمان مجھے ملامت کررہا ہے میں یہ تباہی بربادی دیکھ کر لرز گیا ہوں۔

کوئی سیاسی رہنما، کوئی سابق حکمراں، موجودہ صاحبان اقتدار میں سے کوئی شرمسار ونادم لوگوں کے سامنے آیا کہ میں نے بہت دھوکے دیئے، بہت سودے بازی کی، دھاندلی سے الیکشن جیتتا رہا، سرکاری خزانے کو خوب لوٹا، میں وہ سارا مال واپس کررہا ہوں آئندہ کبھی خروبرو کا سوچوں گا بھی نہیں۔ کسی مذہبی رہنما نے گڑگڑاتے ہوئے یہ تسلیم کیا کہ اس نے مذہب کا استحصال کیا، فرقوں کو آپس میں لڑوایا، لوگوں کی جان مال کی کوئی فکر نہیں تھی۔ سیاسی اور اقتصادی تنازعات کو کفر واسلام کی جنگ قرار دیتا رہا۔ کسی کارخانے دار نے اپنے ضمیر کا بوجھ ہلکا کیا اور آخر یہ مانا کہ اس نے بہت ملاوٹ کی، کھانے پینے کی چیزوں میں بہت کچھ ملاتا رہا۔ اپنے ہم وطنوں کی زندگی، صحت کی کبھی پروانہ کی۔ کسی نے آکر یہ کہا کہ اللہ تعالیٰ نے اسے بہت سی نعمتوں سے نوازا تھا لیکن وہ شکر نہیں کرتا تھا، کفران نعمت کر مرتکب ہوا۔ کسی دکاندار نے برملا کہا کہ وہ غلط ماپتا رہا، صحیح نہیں تولتا رہا، گاہکوں کو دھوکا دیتا رہا۔ اتنے بڑے پیمانے پر تباہی، اتنی ہلاکتوں نے ہمارے معمولات میں کوئی تبدیلی پیدا نہیں کی۔ جھوٹ اسی طرح بولا جارہا ہے، بدعنوانیاں اسی طرح ہیں، ملاوٹ اسی طرح ہے تو

www.urdukutabkhanapk.blogspot.com



یہ جھٹکے کس کے لئے تھے۔ کیا اب بھی ہم نہیں سنبھلیں گے، خرابیاں صرف دوسروں میں تلاش کریں گے۔ ہم اللہ تعالیٰ کی نعمتوں پر بھی شکر نہیں بجالاتے اور اللہ کے جو بندے اپنی ذمہ داریاں ایمانداری اور سچائی سے، اپنی جانیں خطرے میں ڈال کر پوری کر رہے ہوں، ہم ان کو بھی خراج تحسین پیش نہیں کرتے۔ ڈھونڈتے ہیں کوئی نکتہ، کوئی خرابی، چاہے وہ پوری کارروائی کا 1/2 فیصد بھی نہ ہو۔ خود کچھ بھی نہیں کرتے جو بہت کچھ کر رہے ہیں ان کی چھوٹی سی کسی کوتاہی کو لے اڑتے ہیں۔

گناہ کس سے سرزد ہوئے، سزا کون پا رہا ہے۔ اللہ تعالیٰ سے سچے دل سے التجا کریں کہ وہ جو ہمارے حق میں بہتر سمجھتا ہے اس سے ہمیں نوازے اور ہمیں ہمت دے کہ ہم اپنی کوتاہیوں، خطاؤں کا برملا اعتراف کریں اور آئندہ ان کے نزدیک نہ بھٹکیں۔ آئندہ کسی ایسی قیامت، ایسے المیے سے غریبوں، محنت کشوں کو محفوظ رکھے۔ جس میں وہ اتنی بڑی تعداد میں اپنوں سے بچھڑ جائیں، ہزاروں یتیم ہو جائیں، لاکھوں بے گھر ہو جائیں۔ ایک اک موت ہمارے لئے اہم ہو، ہمیں عبرت دلائے، ہمیں اندر سے ہلا دے۔ اللہ تعالیٰ کا خوف اور انسانوں سے محبت ہمارے دل میں بسی رہے۔

⌘ ⌘ ⌘ ⌘

www.urdukutabkhanapk.blogspot.com



ہمارا کالم شائع ہوا۔ تو ملک بھر سے داد ملی۔ لیکن ہمارے ایک سینئر شاعر جناب ماجد صدیقی نے زحمت بھی کی اور نوازش بھی کہ اس پورے کالم کو ایک منظوم شکل دے دی میرے لیے یہ بڑا اعزاز ہے۔ قارئین تک ماجد صدیقی صاحب کی یہ کاوش ان کے شکریے کے ساتھ پہنچا رہا ہوں کالم میرا ہے نظم ماجد صدیقی کی۔

## ہیں گنہ کن کن کے اور اُن کی سزا کس کو ملی

میرا دل لرزے ہے جب میں
بول یہ سنتا ہوں، با آسودگی کہتے ہوئے
زلزلے میں جاں سے جو جاتے رہے
اُن کی گنتی ہے ہزاروں اور لاکھوں تک گئی
کوئی اُنتالیس اور کوئی یہ کہتا ہے کہ
ہے چالیس ہزار
اور کوئی کہتا ہے، ہے سہ صد ہزار
اور اپاہج جو ہوئے ہیں وہ نہیں لاکھوں سے کم
یہ کتھا جس سے سنوں گھٹتا ہے دم

زندگی معمول پر ہو تو ہو جو فوتیدگی
سوگ اس کا جانے کیا کیا اور کتنے دن منایا جائے ہے
کام کتنوں کے ادھوری شکل میں رہ جائیں ہیں
سیلِ غم میں جانے کتنے دل ہیں جو بہہ جائیں ہیں

www.urdukutabkhanapk.blogspot.com



ایسا کیوں ہے
ہے اگر ایسا تو ہے یہ اس لئے
حضرتِ انساں ہے شہکارِ خدا
اور اگر اُٹھ جائے یہ
دس آٹھ کی تعداد میں
سانحہ ہوتا ہے وہ نادیدنی
سانحہ لیکن ہے جو اب کے ہوا
اس میں تو جو اُٹھ گئے ہیں
اُن کی ہے تعداد کچھ کم نصف لاکھ
جن میں مرد و زن بھی ہیں پیر و جواں
ہر طرح ہر عمر کے بچے بھی ہیں

اور اب ایسے میں دل میں،
ذہن میں جھانکیں ذرا
اور ذرا دیکھیں کہ ہے
ہیبت کہاں پر موت کی

www.urdukutabkhanapk.blogspot.com



جی نہیں ایسا نہیں
موت کی ہیبت کسی پر بھی نہیں
اس قدر مخلوق مر جانے پہ بھی
ہم نہیں لرزاں ہیں اُس کے ذکر سے
خشک کب ہیں تر زبانیں ہیں ہماری
اور آنکھیں
ڈبڈبائیں تک نہیں

ہم نے سوچا ہے تو کیا سوچا ہے یہ
کتنی مائیں ہیں کہ جن کی گود خالی ہو گئی
کتنے چاند آسا حسیں چہرے ہوئے بے آسرا
کتنے شوہر ہیں کہ تنہا رہ گئے
اور کیا کیا خانوادے
اور تھے افراد کیا کیا
خاک میں جو مل گئے
جن میں کچھ ایسے بھی تھے
جو آرزو ماؤں کی تھے
تھے کسی سر کا سہارا اور کسی کے تھے کفیل
چین تھے آنکھوں کا جو
اور ٹھنڈکیں دل دل کی تھے

www.urdukutabkhanapk.blogspot.com



اور فقط پیارے ہی تو بچھڑے نہیں
کس قدر املاک جانے کھو گئیں
شہر اُجڑے اور محلّے نیست و نابود ہیں
اور جو باقی بچے اُن کے مکیں
بے سہارا بے یقیں
ہو چلی دشوار کیا کیا اُن کی خاطر زندگی
آنکھ اٹھائیں بھی تو کیا وہ آس پاس
اقربا.....جن کے اعزّا
جانے کیا سے کیا ہوئے
کون ہے ماتم کناں اور کون ہے کتنا اداس

جی ہمیں میں سے ہیں جو کہتے ہیں یہ
جو ہوا جو کچھ ہوا
ہے گناہوں کی ہمارے یہ سزا
اور بداعمالیاں تھیں وہ ہماری
ہے ثمر جن کا پڑا یہ دیکھنا
اور جن کا ہے نتیجہ یہ ہوا

www.urdukutabkhanapk.blogspot.com



جانتی ہے یہ تو بس واحد خدا کی ذات ہی
یہ قیامت ہم پہ کیوں نازل ہوئی
یہ عذاب ہم پر بھلا اترا ہے کیوں
پر ہمیں تو علم ہے بس اس قدر
گر گنہ منسوب ہیں تو ہم سے ہیں
ہم کہ ہیں با اختیار
ہم کہ جو مختار ہیں
ہم کہ جو اپنی خطائیں مانتے ہر گز نہیں
عیب اپنے جانتے ہر گز نہیں

وہ کہ جو مارے گئے
وہ تو سب مجبور تھے مقہور تھے
وادیوں اور گھاٹیوں کے وہ مکیں
سانس تک لینا کٹھن جن کو ہوا
وہ کہ جو روزی کمانے میں جُتے رہتے ہیں سب
وہ کریں بھی تو گنہ کیا کر سکیں اور کون سا
وہ کہ روزینے کی خاطر چھوڑ دیتے ہیں جنم استھان تک
جو تیاگیں بیوی بچّوں کے لئے اپنا وطن

www.urdukutabkhanapk.blogspot.com



وہ کہ اپنی جان جوکھوں میں دے
تعمیر کرتے ہیں مکاں
وہ کہ پہرہ دار ٹھہریں
وہ کہ جور کشے چلائیں
اور دہشت گرد لوگوں کا نشانہ جو بنیں
ڈاکوؤں سے جو پٹیں
خانداں اُجڑے بھی گر تو اُن کے اُجڑے ہیں یہاں
جن کے محنت سے بنائے سب گھروندے گر گئے

جن کے بچے
آنگنوں میں علم کے مدفوں ہوئے
ہاں وہی جو مرگ کے گرداب میں تھے گھر گئے
دفتروں میں جن کی سانسیں گھٹ گئیں
کیا سے کیا گھر والیاں بے گھر ہوئیں
بیبیاں کچھوں میں گھٹ کر مر گئیں

اِن میں تو اِک بھی کوئی ایسا نہیں
جو جوئے خانے میں جاتا تھا، کلب کا تھا اسیر
اِن میں تو اِک بھی کوئی ایسا نہیں

www.urdukutabkhanapk.blogspot.com



ہو وہ زر اندوز یا

حق میں

بنی انساں کے جو غدار ہو

دوستوں پیاروں کا غیبت خور ہو

اور جس کی آمدن مشکوک ہو

اِن میں تو اِک بھی کوئی ایسا نہیں

یہ حقیقت تو فقط اللہ پر ہے منکشف

یہ خطا کس کی ہوئی اور یہ گنہ کس کا ہُوا

اور پکڑ اس کی ہے کیا

پر یہ ہم،

ہم بھلا کیا ہیں جو کہنے لگ پڑیں، یہ بالیقیں

جو ہوا جو کچھ ہوا یہ ہے گناہوں کی سزا

وارننگ ہے بس یہ ہے اِک انتباہ

ہاں ہوا ہے گر تو ہے اتنا ہوا

کام امدادی تھے جتنے خلق نے

ان میں بڑھ چڑھ کر ہے بہت حصہ لیا

چاروں صوبوں اور سب شہروں سے

www.urdukutabkhanapk.blogspot.com



پہنچے ہیں عطیے دور تک
ہاں یہی جذبہ ہے جس کو
ہر کسی نے جی سے چاہا اور سراہا ہے بہت
ہاں یہی جذبہ ہے جو
جاری بھی ہے ساری بھی ہے
کیا پتہ غم ان کا اِس سے بٹ سکے
جو لُٹ گئے

پر سوال اتنا سا میرا ہے فقط
زلزلے نے کیا جھنجھوڑا ہے ضمیرِ عاصیاں
دیکھ کر زخمی بدن اہلِ وطن کے ہر طرف
وہ کہ بدعنوان ہیں
کیا اُن کے دل بھی کانپ اُٹھے

یا کج روش سے باز کیا آئے ہیں وُہ
جو ہیں منافع خور اور
تازہ لہو ہیں دوسروں کا چُوستے

www.urdukutabkhanapk.blogspot.com



یا کیا کسی مختار کار ندے نے بھی
حق میں
محتاجوں کے یا سرکار کے، بدلا چلن

کوئی افسر، کوئی بلڈر
کنٹریکٹر، رہنما یا حکمراں (ہے حالیہ یا سابقہ)
ان میں کیا ایسا کوئی بھی ہے
کیے اپنے پہ جو نادم ہُوا

کوئی پرچارک بھی دیں کا ہے
وہ.....فرقہ بازیوں سے باز ہے کیا آ گیا

وہ کوئی مل اونر ملاوٹ کا ہوا جو مرتکب
وہ بھی کیا تائب ہوا

وہ کہ جو شکرِ خدا سے دور ہے
وہ کہ جو کم ناپتا، کم تولتا ہے رات دن
وہ اگر بدلا تو کتنا کچھ بدل جانے لگا

www.urdukutabkhanapk.blogspot.com



کیا قیامت تھی جو برپا ہوگئی
پر کسی بھی حشر نے
یا جسم و جاں کے کرب نے
جتنے معمولات ہیں ہم سب کے وہ بدلے نہیں
جھوٹ ہے جو بولا جاتا ہے بکثرت ہر کہیں
جتنی بدعنوانیاں ہیں
سو بہ سو ہیں کو بہ کو
پھر یہ جھٹکے زلزلوں کے آئے بھی تو کس لیے
ہم نے کیا جتنے بھی ہیں الزام
ہیں وہ دوسروں پر تھوپنے
ڈھونڈنی ہے کج ادائی تو وہ ہے
بس دوسروں میں ڈھونڈنی
ہیں گنہ کن کن کے اور اُن کی سزا کس کو ملی
اس نظر سے ہم نے اب تک
سانحہ کوئی کبھی دیکھا نہیں
ہم اگر اپنے خدا سے مانگ سکتے ہیں
تو بس مانگیں یہی

www.urdukutabkhanapk.blogspot.com



ہم کہ ناشکرے ہیں اور ہیں نامراد
جھانکنا ہم کو گریبانوں میں وہ کر دے عطا
درسِ عبرت سے نوازے وہ ہمیں
مان لے بس وہ ہماری یہ دعا

(بہ شکریہ روزنامہ جنگ راولپنڈی اشاعت 18 اکتوبر 2005ء)

⌘ ⌘ ⌘ ⌘

www.urdukutabkhanapk.blogspot.com



# جنوبی ایشیا۔ پاکستان، بھارت دونوں کی قیادتوں کا امتحان

تاریخ جنوبی ایشیا کے دونوں بڑے ملکوں پاکستان اور بھارت کو موقع دے رہی ہے کہ وہ اپنے تدبر، بصیرت اور سفارت کاری کی مہارت کو انسانیت کے بہترین مفاد میں استعمال کر سکیں، برسوں سے اپنے مستقبل کے فیصلے، اپنے حق رائے دہی تفویض کیے جانے کے منتظر لاکھوں کشمیری ایک قدرتی آفت کا نشانہ بن گئے ہیں، ہزاروں میل تک حسین وادیاں، بربادی، بے بسی، بے کسی کا مناظر پیش کر رہی ہیں، زلزلہ دونوں طرف آیا ہے لیکن زیادہ ہلاکتیں، زیادہ تباہی آزاد کشمیر میں ہوئی ہیں، ایسی تفصیلات، ایسے واقعات کہ دل خون کے آنسو روتا ہے، پاکستانی قوم نے اپنے ان مصیبت زدہ بھائیوں کی مدد کے لئے اپنا تن من دھن سب لگا دیا ہے، ایثار اور خیال ہم نفساں کی تاریخی مثالیں سامنے آئی ہیں۔ بھارت نے بھی اس آفت کی گھڑی میں امدادی سامان بھیجا، پاکستان نے اسے قبول کیا۔ اگرچہ بھات کی طرف سے فوجی ہیلی کاپٹروں کی پائلٹوں سمیت پیشکش اور پاکستان کی طرف سے بغیر پائلٹ ہیلی کاپٹر وصول کرنے کا موقف کسی نتیجے پر نہیں پہنچ سکے، پاکستان پائلٹوں سمیت ہیلی کاپٹر قبول نہ کرنے میں حساس پس منظر میں حق بجانب تھا۔

اس وقت کسی کے سامنے سیاست ہے نہ سیاسی فائدے، صرف اور صرف آلام میں گرفتار انسانوں کی مدد جیسے بھی ممکن ہو، سوچی جا رہی ہے، اسی جذبے کے زیر اثر صدر مملکت جنرل پرویز مشرف نے مصیبت اور آفت سے دوچار کشمیری خاندانوں کے لئے لائن آف کنٹرول کھولنے کی پیشکش کی اور یہ امر خوش آئند ہے کہ بھارت کی قیادت نے اسے پہلے کی طرح رد نہیں کیا بلکہ اس پر سنجیدگی سے غور کیا اور اب جمعے کو بھارت کا وفد اس پیشکش پر عمل در آمد کے سلسلے میں تجاویز لے کر آ رہا ہے۔ دونوں ممالک یہ طے کریں گے کہ اپنے پیاروں

www.urdukutabkhanapk.blogspot.com



سے بچھڑ جانے کا غم برداشت کرنے والے، گھر سے بے گھر ہونے والے اور ایک طویل عرصے تک کی بے یقینی سے دوچار خاندانوں کو آپس میں ملنے کے لئے کن مقامات سے آنے جانے کی اجازت دی جائے اور انہیں کیا سہولتیں بہم پہنچائی جائیں۔ سری نگر مظفر آباد بس سروس سڑکیں تباہ ہونے کے باعث بند کی جا چکی ہیں اس لئے ٹرانسپورٹ کا ذریعہ کیا ہو۔

پاکستان اور بھارت کے تعلقات کا ماضی تلخیوں، کشیدگی سے عبارت ہے، انسانیت کا درد ہمیشہ سفارتی مصلحتوں اور ہٹ دھرمیوں تلے کچلا جاتا رہا ہے، دونوں حکومتوں کے لئے یہ ایک نازک گھڑی ہے اور کسی فیصلے پر پہنچا آسان نہیں ہے، ہزاروں بدگمانیاں سر اٹھاتی ہیں، دونوں طرف حکومت کے اندر، باہر ایسی قوتیں ہیں جو اس موقع پر شدید اعتراضات کر رہی ہیں، کریں گی، سلامتی، سیکورٹی، ملکی مفادات کے سوال بلند کیے جائیں گے۔

دونوں ممالک کشمیر کے مسئلے پر پہلے ہی مذاکرات کر رہے ہیں، تاریخ میں پہلی بار دونوں نے اعتماد سازی کے ایسے اقدامات کیے جن کا پہلے تصور بھی ناممکن تھا جن میں سری نگر مظفر آباد بس سروس اور کل حریت کے رہنماؤں کو بغیر پاسپورٹ کے پاکستان کے دورے کی اجازت دینا شامل ہے۔ عالمی سطح پر اس حقیقت کو تسلیم کیا گیا ہے کہ بھارت اور پاکستان دونوں نے اپنے اپنے موقف میں لچک پیدا کی ہے اس لئے دونوں کو اپنے ہاں سخت گیر موقف رکھنے والوں کی تنقید کا ہدف بننا پڑا ہے۔

جنوبی ایشیا کی ابتلا کی اس گھڑی میں دونوں حکومتوں کے وفود جب جمعہ کو مذاکرات کر رہے ہوں گے تو صرف زلزلے سے تباہ حال کشمیری خاندان ہی کسی مثبت اور انسان دوست فیصلے کے منتظر نہیں ہوں گے بلکہ کئی عالمی دارالحکومتوں کی نظریں بھی اسلام آباد پر لگی ہوں گی کہ جنوبی ایشیا کے یہ دونوں بڑے کس تدبر اور فراست کا مظاہرہ کرتے ہیں، جس مصیبت اور تباہی کے لئے پوری عالمی برادری کے ضمیر پر دستکیں دی جا رہی ہیں اس آفت ناگہانی کا خود ان قیادتوں پر کتنا اثر ہے جہاں لاکھوں لوگ اس کا ہدف بنے ہیں۔ لائن آف کنٹرول پر ملنے والی یہ سہولت اگرچہ صرف اسی مقصد تک محدود ہوگی کہ صرف متاثرہ خاندان

www.urdukutabkhanapk.blogspot.com



ایک دوسرے سے مل سکیں، بحالی میں مدد کر سکیں لیکن یہ بہر حال ان مجموعی کوششوں کا حصہ ہوگی جو مسئلہ کشمیر کے حل کے لئے کی جارہی ہیں، یہ سہولت جس حد تک ہوگی جس شکل میں ہوگی، مسئلہ کشمیر کے حل پر ضرور اثر انداز ہوگی اس لئے دونوں قیادتوں کی پیش بینی، سفارتی مہارت اور سنجیدہ فکری کا امتحان ہے، امید یہی ہے کہ اس وقت دونوں میں سے کوئی سیاسی فائدے اٹھانے کی کوشش نہیں کرے گا، صرف اور صرف کشمیریوں کی تکالیف کو سامنے رکھے گا۔

⌘ ⌘ ⌘ ⌘

www.urdukutabkhanapk.blogspot.com



SECRETARY

GOVERNMENT OF PAKISTAN
MINISTRY OF INFORMATION
AND BROADCASTING
ISLAMABAD

گرامی قدر محمود شام صاحب

السلام علیکم!

یوں تو میں آپ کا دیرینہ قاری ہوں اور مداح بھی۔ آپ ہمیشہ موضوعات کو ایک نئے زاویہ نگاہ سے دیکھتے اور دکھاتے ہیں۔ مگر آج آپ کا کالم "درد بانٹتی نئی نسل کے نام ایک خط" پڑھ کر آپ کے نام ایک خط لکھے بغیر نہیں رہ سکا۔

آپ نے نوجوانوں کے جذبۂ خدمت کو جس انداز میں سراہا، ان کی حوصلہ افزائی کی اور ان کی خدمات کا اعتراف کیا ہے اس کی اشد ضرورت محسوس ہو رہی تھی۔ آپ کے الفاظ ایک پرخلوص خراجِ تحسین ہی نہیں بلکہ ایک دردمند دل کی دعا بھی ہیں۔ میں جن پر آمین ثم آمین کہہ رہا ہوں۔

آپ کا یہ کالم صدرِ پاکستان کے نوٹس میں لایا گیا جس پر صدرِ محترم نے بھی آپ کے جذبات پر داد و ستائش کا اظہار فرمایا ہے۔

اللہ کرے زورِ قلم اور زیادہ

والسلام آپ کا مخلص

شاہد رفیع

29/x/2005

www.urdukutabkhanapk.blogspot.com



# درد بانٹتی نسل کے نام ایک خط

تم جو خیموں میں قائم فیلڈ اسپتالوں میں ڈاکٹروں کی مدد میں مصروف ہو، کھلے آسمان تلے بزرگوں اور بہنوں کو کھانا کھلانے میں محو ہو، ملبہ ہٹاتے فوجی انجینئروں کا ہاتھ بٹاتے ہوئے پتھر اٹھا رہے ہو، زخمیوں کے لئے دوائیاں بھاگ بھاگ کر لا رہے ہو، میتوں کو کفن پہنا رہے ہو، لحد میں اتار رہے ہو۔ تم جو کیمپوں میں بیٹھ کر مظلوموں، آفت زدوں، بے خانماں، یتیموں، بیواؤں کے نام کا اندراج کر رہی ہو، پندرہ پندرہ روز سے سروں میں زلزلے کی مٹی والی ماؤں، بہنوں کے بال سنوار رہی ہو۔ بڑے اعتماد سے ہنس ہنس کر اپنے خون کا نذرانہ دے رہے ہو۔ تم جو حسرت، حیرت اور سکتے میں ڈوبے بچوں کے سروں پر ہاتھ رکھ کر، ان کے بالوں کو سہلا کر ان کے ہونٹوں پر حرکت واپس لا رہی ہو۔

تم جو خود ایک ڈاکٹر ہو اپنا کلینک چھوڑ کر کتنی راتوں سے جاگ رہے ہو، زندگیاں بچا رہے ہو تم جو ہیلی کاپٹروں میں زخمیوں کو اٹھا کر اسپتال پہنچا رہے ہو اپنی جان خطرے میں ڈال کر انتہائی دشوار راستوں کو سفر کے قابل بنا رہے ہو۔ موت کے سائے میں ڈوبی وادیوں میں زخموں کا مشاہدہ کرتے ہو، چیخوں کی سماعت اور پھر اسے دنیا تک تصویروں اور خبروں کی صورت میں پہنچاتے ہو۔ اپنے پرسکون آرام دہ دفتروں کو چھوڑ کر ان شہروں، قصبوں، دیہات میں امداد بانٹتے پھر رہے ہو۔

تم کون ہو! ہمارا فخر ہو، غرور ہو، ہماری خیر ہو، آنے والی صبح ہو۔

قائداعظمؒ کی روح کو کتنی خوشی ہوتی ہوگی۔ علامہ اقبال جب ستاروں سے جھانکتے ہوں گے تو زبان حال سے پکار اٹھتے ہوں گے۔

www.urdukutabkhanapk.blogspot.com



وہی جواں ہے قبیلے کی آنکھ کا تارا
شباب جس کا ہے بے داغ ضرب ہے کاری

یقیناً تم اس قبیلے کی آنکھ کا تارا بن گئے ہو جسے پاکستان کہتے ہیں۔ آسمان دیکھ رہا ہے کہ تم کہاں سے آئے ہو۔ تم صرف اسلام آباد، کراچی، لاہور، پشاور، کوئٹہ، ملتان، فیصل آباد، جیسے بڑے شہروں سے تعلق نہیں رکھتے ہو، کئی بلوچستان کی سنگلاخ سرزمین سے آئے ہیں۔ کچھ سندھ کے ریگزاروں سے، کچھ سرحد کی پتھریلی بستیوں سے، کچھ پنجاب کے میدانوں سے، کچھ آزاد کشمیر کے ان شہروں سے جو آفت ناگہانی سے محفوظ رہے ہیں۔ تم میں ہر طبقے سے تعلق رکھنے والے نوجوان ہیں۔ ان غریب گھرانوں کے بھی جو عام طور پر اتنے لمبے سفر کی سکت نہیں رکھتے۔ ان متوسط خاندانوں کے بھی جنہیں اتنی دور آنا پڑے، تو سوچتے ہیں کہ بجٹ متاثر ہو جائے گا۔ ان امیر، متمول گھروں سے بھی۔ جن کے بارے میں ہم دانشور عام طور پر کہہ دیتے ہیں کہ ان برگر فیملیز کے دلوں میں انسانوں کا درد کہاں ہے۔ تم میں سے کسی کو کوئی لالچ نہیں ہے، کوئی غرض نہیں ہے۔ تمہیں اپنی تصویر چھپوانے کا جنون ہے نہ خبر کا۔ تم تو یہ بھی نہیں دیکھ رہے کہ کوئی تمہیں دیکھ رہا ہے یا نہیں۔ تم سے کسی نے نہیں کہا تھا کہ چلو مظفر آباد پہنچنا ہے، بالاکوٹ جانا ہے۔ کوئی اسپیشل ٹرین چلی تھی، نہ کوئی بسوں میں بٹھا کر لایا تھا۔ تم اپنے جذبے سے اپنے جنون، اپنے شوق سے آئے ہو، اپنے خوابوں کو پلکوں پر سجا کر لائے ہو، اپنے دل کی تڑپ کو برقرار رکھنے آئے ہو، اپنی سوچوں میں لگی آگ بجھانے آئے ہو، اپنے ذہن میں ابھرتے سوالات کے جوابات تلاش کرنے آئے ہو، اپنے ضمیر کی بارگاہ میں سرخرو ہونے آئے ہو، تم اپنی آرزوؤں کے ستاروں پر کمند ڈالنے آئے ہو۔

پہلے تمہیں تمہارے شہروں، قصبوں اور بستیوں نے اپنے سڑکوں اور گلیوں میں دو تین دن بے تاب، مچلتے، تڑپتے دیکھا تم اپنے گھروں سے کپڑے، کمبل، رضائیاں لے کر ہر اس مقام پر پہنچے جہاں سے تمہیں یقین تھا کہ متاثرین تک سامان براہ راست پہنچ جائے گا۔ پھر پاکستان کی فضاؤں نے دیکھا کہ تمہیں تمہاری بے چین روح آزاد کشمیر اور سرحد کے ان علاقوں میں لے آئی جہاں موت کی حکمرانی تھی، جہاں زخم تھے، لہو تھا، چیخیں، آہیں، سسکیاں

www.urdukutabkhanapk.blogspot.com



تھیں۔تباہی تھی، بربادی تھی، سڑکیں پھٹ گئی تھیں، پتھروں سے اٹ گئی تھیں، زلزلوں کے جھٹکے بار بار آرہے تھے، پہاڑ کپکپا رہے تھے۔ ہر طرف لاشیں تھیں، بے یارو مددگار زخمی تھے، ہمدردی غمگساری کو تڑپتے ہم وطن تھے تم ان لوگوں میں سے تھے جو اپنے اپنے آرام دہ ٹی وی لاؤنجوں میں بیٹھ کر کہہ دیتے ہیں، حکومت کچھ نہیں کر رہی لیکن تم نے یہ کہنے کی بجائے یہ سوچا کہ حکومت اگر کچھ نہیں کر رہی تو کچھ ہونا تو چاہئے، تم چلے آئے اور کچھ کرنا شروع کر دیا۔ حکومت جو کچھ کر رہی تھی اس میں اپنا حصہ بھی ڈالا اور اس کام کو آگے بڑھا دیا، تمہیں یہاں اخبار پڑھنے کی فرصت تھی نہ ٹی وی دیکھنے کی، تم نے پروا نہیں کی اور اپنے ہم وطنوں کی جانیں بچانے میں اپنا فرض ادا کیا۔

تم آبروئے امت مرحوم ہو۔ نہیں نہیں۔ تم نے تو امت کو زندہ کر دیا ہے، تم ایک زندہ بیدار قوم کی علامت ہو، تم ہماری چمکتی صبح ہو، ہمارا دمکتا حال ہو۔ تم ہمارے محفوظ اور مستحکم مستقبل کی ضمانت ہو۔

میں پہلے بھی یہ سوچتا رہا ہوں، لکھتا رہا ہوں کہ تمہاری چمکتی جوانی، تمہاری زبردست طاقت کے بل بوتے پر کتنے لیڈروں نے لیڈری چمکائی، کتنی تنظیموں نے غلبہ پایا۔ کتنے رہبر تمہارے کندھوں پر سوار ہو کر اقتدار کے ایوانوں میں داخل ہو کر تمہیں بھولتے رہے۔ کتنے رہنماؤں نے تمہارے حوصلوں، جذبوں اور عزائم کو اپنے مفادات کے لئے استعمال کیا۔ تم نے ہمیشہ ہر مشکل وقت میں ہر آزمائش میں اسی توانائی کا، اسی بے غرضی کا مظاہرہ کیا، رات کا آرام دیکھا نہ دن کا چین۔

تاریخ پہلے بھی تم سے کہتی تھی کہ اپنی قیادت خود سنبھالو۔ اب جب تم نے اپنی قیادت خود سنبھال لی ہے۔ ایک راستہ اپنے لئے خود تراشا ہے۔ درد دل کا، رضا کارانہ خدمت کا۔ تمہیں اس کا پھل بھی مل رہا ہے، ایک تسکین محسوس ہو رہی ہے، ایک راحت تمہارا مقدر بن رہی ہے تم نے بہت قریب سے دیکھا ہے دکھ کیا ہوتا ہے تمہارے ہم وطنوں کے کیا مسائل ہیں تمہارے وطن میں کیا ہے، کیا نہیں ہے۔

اس جذبے کو زندہ رکھو۔ ہماری نسل نے منافقت، مصلحت، ریاکاری، سودے بازی

www.urdukutabkhanapk.blogspot.com



سے تعلق رکھا۔ ہم منتا ہوا منظر ہیں ہماری فکر نہ کرو، ہماری باتوں میں بھی نہ آؤ۔ تم نے تمام مصلحتیں بالائے طاق رکھ دی ہیں، تم نے نہیں سوچا کہ کس فرقے سے تعلق رکھتے ہو کیا زبان بولتے ہو تم صرف اور صرف پاکستانی ہو پاکستان کو پاکستانی ہی چاہئیں اور درد دل۔ تم اگر اسی جذبے کی حرارت لے کر چلتے رہے تو منافقت، ریاکاری، سودے بازی بھی دم توڑ دیں گی اور ان کا سہارا لینے والے بھی یہ راستہ چھوڑ دیں گے۔ دل میں محمد عربی ﷺ سے عشق کی آگ روشن رکھو اور روح کو حضرت داتا گنج بخشؒ، بابا فریدؒ، بلھے شاہؒ، سلطان باہوؒ، لعل شہباز قلندرؒ، سچل سرمستؒ، شاہ لطیفؒ، رحمٰن باباؒ، کے نغموں سے گرماتے رہو۔ علم تمہارے پاس ہے تحقیق تم کرتے ہی ہو، حقیقت کا ادراک رکھتے ہو، زندگی کی مشکلوں کو تم نے قریب سے دیکھ لیا ہے۔ اب اپنی توانائی علم اور تحقیق سے ہموطنوں کے لئے زندگی کو آسان بنانے کی فکر کرو۔ پاکستان کو اللہ تعالیٰ نے ہر نعمت سے نوازا ہے وسائل کی کمی نہیں ہے وسائل کی دولت، تمہارے جذبے کی طاقت یکجا ہو جائیں تو مسائل از خود حل ہوتے جائیں گے۔

⌘ ⌘ ⌘ ⌘

www.urdukutabkhanapk.blogspot.com



# سڑکیں دریا میں جا گری ہیں، پہاڑ اب بھی سرک رہے ہیں

چکلالہ ائر بیس پر ایک دیوہیکل امریکی فوجی جہاز ٹنوں سامان اتار رہا ہے۔ امریکی شنوک ہیلی کاپٹر ایک قطار سے کھڑے ہیں۔ مزید اتر رہے ہیں۔ روسی ہیلی کاپٹر سب پر نمبر لے گیا ہے اسے دیکھنے کی آرزو ہے۔ ہر طرف امدادی سامان رنگ رنگ جالوں میں محفوظ متاثرہ علاقوں میں جانے کا منتظر ہے۔ 62 سے زیادہ ملکوں سے آنے والی میڈیکل ٹیموں، ریسکیو پارٹیوں کو بھی اسی ہوائی اڈے سے لے جایا جاتا رہا ہے۔ ایک تہ خانے میں آرمی لاجسٹک سیل نے اپنا مرکز قائم کر رکھا ہے۔ یہاں بریفنگ بھی دی جاتی ہے اور ٹیموں کو متاثرہ علاقوں تک پہنچنے کے لئے مربوط حکمت عملی بھی ترتیب دی جاتی ہے۔ انٹر سروسز پبلک ریلیشنز نے غیر ملکی اور ملکی صحافیوں سے رابطے کے لئے یہاں اپنا سیل بنا رکھا ہے۔ ہیلی کاپٹر اتر رہے ہیں، اڑ رہے ہیں۔ ایک ہیلی کاپٹر کے ہم بھی مسافر ہیں۔ مرگلہ پہاڑیوں کے اس پار زلزلے کی ہیبت، وسعت اور تباہ کاریاں سامنے آنا شروع ہو جاتی ہیں۔ گاؤں، قصبے، گھر تنکوں کی طرح بکھرے ہوئے ہیں۔ ہمارے لوگ بھی کتنے جفاکش مہم جو ہیں ہزاروں فٹ بلند نوکیلی چٹانوں کی چوٹیوں پر بھی مکانات بنا کر رہ رہے ہیں۔ تباہ شدہ گھروں کے ساتھ خیمے میں نظر آ رہے ہیں۔ مکان رہنے کے قابل نہیں رہے ہیں اس لئے خیموں میں زندگی گزر رہی ہے۔ خطرناک گھاٹیاں انسان کی قوت تسخیر کی گواہی دیتی ہیں۔ قدرتی چشمے بہہ رہے ہیں۔ ہزاروں فٹ نیچے اتر رہے ہیں۔ سڑکیں اور دریا ساتھ ساتھ چلتے ہیں لیکن زلزلے سے ریزہ ریزہ ہو جانے والے پہاڑوں کے بڑے بڑے پتھر سڑکوں کو بھی ساتھ لے اڑے ہیں۔ دریاؤں کا رخ موڑ دیا ہے۔ بالاکوٹ تو لخت لخت ہے۔ کرچیاں بکھری ہوئی ہیں، ہم اپنی آنکھوں سے دیکھ رہے ہیں، سڑکیں بہت دور جا گری ہیں۔ پہاڑ سرک

www.urdukutabkhanapk.blogspot.com

بتلا دیا۔ اس میں جہاں ڈر اور خوف کا عنصر ہو سکتا ہے وہاں اس سارے عمل میں شریف الدین پیرزادہ کی طبیعت کا عمل دخل ہو سکتا ہے۔ اس وقت بھی مجھے لگتا ہے کہ ان کا اس راز پر سے پردہ اٹھانے کا فیصلہ انہوں نے تنہا نہیں کیا ہوگا بلکہ انہوں نے اپنے ملک کے صدر جنرل پرویز مشرف سے اس کا ذکر کیا ہوگا اور ان کی اجازت شامل ہوگی۔ اب سوال یہ ہے کہ اس کے کیا محرکات ہو سکتے ہیں۔

شریف الدین پیرزادہ صاحب اس وقت پاکستان کی ایک اہم شخصیت ہیں۔ پاور اسٹرکچر کا حصہ ہیں۔ پاکستان کی آہنی شخصیت جنرل پرویز مشرف کے خاصے قریب ہیں کہ وہ انہیں امریکہ یاترا پر بھی ساتھ لے کر گئے اور وہاں امریکی حکام سے ملایا تو شاید وہ اپنے آپ کو محفوظ محسوس کر رہے ہوں یا پھر اس وقت کے جتنے کردار ہوں مرکھپ گئے ہوں اور ساتھ میں جنرل پرویز مشرف کا ''ٹیکہ'' اور امریکی حکومت سے آشنائی نے شریف الدین پیرزادہ میں وہ جرأت پیدا کر دی ہو کہ وہ محترمہ فاطمہ جناح کی موت، اگر وہ قتل ہوئیں تو اس پر سے پردہ اٹھانے کے لیے تیار ہوئے۔ لیکن پھر قطب الدین عزیز اور مرزا جواد بیگ کے بیانات کو کس خانے میں ڈالا جائے؟ ممکن ہے کہ شریف الدین پیرزادہ صاحب کے پاس ان کا بھی کوئی جواز موجود ہو۔

اس بات کے امکانات ہو سکتے ہیں کہ موجودہ حکمران اسٹیبلشمنٹ کی طاقت کا سکہ اور ہیبت لوگوں کے دلوں میں ثبت کرنا چاہتے ہوں کہ کوئی مادر ملت" کی طرح موجودہ حکمرانوں کی مزاحمت کا ارادہ کرنے کی نہ ٹھانے۔ لیکن سوال یہ ہے کہ کیا ایسی کوئی شخصیت موجود ہے جو موجودہ حکمرانوں کے سامنے کھڑی ہو سکے یا کوئی بلند و بالا شخصیت جو محترمہ فاطمہ جناح کے ہم پلہ، نہ ہی ان کے پیروکاروں میں سے ہو، اور اگر موجود نہیں تو حکمرانوں کو یہ پنگا لینے کی کیا ضرورت ہے کہ آ بیل مجھے مار کے مصداق لال کپڑا اٹھائیں۔ اُس وقت کے حالات اور آج کل کے حالات میں بہت فرق ہے۔ اُس وقت لوگ اور عوام پُر جوش تھے۔ جمہوریت کے علمبردار، اسلام کے دلدادہ، اس پر جان نچھاور کرنے سے ذرا بھی گریز نہیں تھا۔ اب عوام کسی کی حمایت یا مخالفت میں نکلنے کو ذرا تیار نہیں اور کسی پارٹی میں دم خم نہیں ہے کہ وہ اٹھ کھڑی ہو۔ کوئی لیڈر موجود

www.urdukutabkhanapk.blogspot.com



ہیں۔سرحداور آزاد کشمیر کی حکومتیں وفاقی حکومت اور دیگر کوشش کر رہے ہیں لیکن اصل ہمت اور حوصلہ تو ان علاقوں کے عوام کا ہے جو ایک قیامت کا سامنا کر کے بھی بڑی پامردی سے اپنی کھوئی ہوئی زندگی واپس لا رہے ہیں، ہمارا ہیلی کاپٹر پاکستانی ہے۔اسے پاکستانی ہواباز اڑا رہے ہیں۔اتنے دشوار گزار علاقے نیچے دیکھیں تو سانس رک جاتی ہے۔یہ دن میں نہ جانے کتنی بار چکر لگاتے ہیں ہم جب مظفر آباد سے واپس اسلام آباد روانہ ہو رہے ہیں تو ہمارے ہیلی کاپٹر میں پانچ نئے مسافر بھی سوار ہو گئے ہیں۔یہ دو متاثرہ خاندان ہیں۔ایک آٹھ سالہ لڑکا اپنی ٹوٹی ہوئی ٹانگ کے علاج کے لئے اسلام آباد جا رہا ہے، دوسرے خاندان میں ایک ہماری بہن سخت بیمار ہے۔ہم چکلالہ اتر رہے ہیں۔ایک فوجی یمبولینس پہنچ گئی ہے۔پانچوں مسافر اس میں منتقل ہو گئے ہیں۔

⌘ ⌘ ⌘ ⌘

www.urdukutabkhanapk.blogspot.com



# باغ جو اجڑ گیا، امداد کا جذبہ سرد نہ ہونے دیں

پھر وہی گھاٹیاں، نوکیلی چٹانیں، آج ہماری منزل باغ ہے۔ وزیر اعظم نے خاص طور پر کہا کہ باغ ضرور جائیں۔ جہاں طلبہ، طالبات بڑی تعداد میں شہید ہوئے ہیں۔ کل ہمیں بتایا گیا تھا کہ یہاں 8 ہزار افراد جاں بحق ہوئے۔ یہاں آرمی پبلک اسکول کا گراؤنڈ ہیلی پیڈ بنا ہوا ہے، ہیلی کاپٹر اتر رہے ہیں، جا رہے ہیں، امدادی سرگرمیاں پورے زوروں پر ہیں۔ میرے ساتھ رانا طاہر محمود، وزیر اعلیٰ پنجاب کے مشیر راحت قدوسی اور پنڈی سے رکن صوبائی اسمبلی راشد حفیظ بھی ہیں۔ وادی جہلم کے اوپر سے گزر رہے ہیں۔ پہاڑ کئی مقامات پر بھربھری مٹی کی طرح جھڑ گئے ہیں، سڑکیں بند ہوگئی ہیں، دریا کی روانی بھی متاثر ہو رہی ہے، پہاڑیوں پر دیودار، شاہ بلوط، چنار کے درخت اسی شان سے ہریالی پھیلا رہے ہیں۔ ہیلی پیڈ کے ساتھ ہی فوج کا ہیڈ کوارٹر ہے۔ فلیگ اسٹاف ہاؤس ہے لیکن عمارتیں زمیں بوس ہوگئی ہیں، کہیں دیواریں دراڑوں کے ساتھ کھڑی ہیں، ایک مفلس کے کپڑوں کی طرح جگہ جگہ پھٹی ہوئی۔ باغ میں 80 فیصد سے زیادہ عمارتیں تباہ ہوئی ہیں، ملبہ ابھی تک اسی طرح بکھرا ہوا ہے، کبھی کبھی کوئی لاش اب بھی نکل آتی ہے، ناک پر نقاب چڑھائے تلاش جاری ہے، ملبے کے ڈھیروں، پرنم آنکھوں، ایک غیر محسوس سناٹے کے درمیان زندگی معمول پر آ رہی ہے۔ سڑک کے بل گری دکانوں کے درمیان بعض دکانیں کھل چکی ہیں۔ ضروری اشیاء کی فروخت جاری ہے۔ گورنمنٹ ڈگری کالج کا افتتاح مجاہد اول سردار عبدالقیوم نے کیا تھا۔ یہاں انٹر ڈگری اور پوسٹ گریجویٹ کلاسز بھی ہوتی تھیں، پوری بلڈنگ ہوسٹل سب ڈھیر ہو چکا ہے، طلبہ کی کرسیاں، میزیں، کاپیاں، کتابیں اب بھی بکھری ہوئی ہیں۔ کراچی

www.urdukutabkhanapk.blogspot.com



سے کسی پیارے بھائی محمد شبیر صائم کا اپنے بھائی بابر کے نام 30 ستمبر کا لکھا ہوا خط بھی ان ہی بکھرے ہوئے کاغذات میں پڑا ہے۔ اس خط کے مطابق شبیر اپنے بھائی کو بتائے بغیر 27 ستمبر کو کراچی پہنچ گیا تھا اس کے دو پیپر زاچھے نہیں ہوئے اس لئے اس نے باغ چھوڑ دیا۔ اجنبی شہر کراچی چلا گیا۔ اس نے تمنا ظاہر کی کہ کاغذ کے ایک چھوٹے سے ٹکڑے پر اپنی خوبصورت لکھائی سے اپنے اس بھائی کے نام جو اپنوں سے بہت دور ہے۔ صرف دو لائنیں لکھ دینا۔ خط میں خواجہ نیاز، شکیل بٹ، چوہدری خورشید، ناصر اقبال، امی، ابو، باجی، چھوٹی بہنوں کو سلام بھی لکھا ہے اور بابر بھائی سے کہا کہ نماز کی پابندی کرنا، رمضان میں تراویح پورے اہتمام سے پڑھنا۔

معلوم نہیں یہ خط بابر بھائی کو ملا تھا یا نہیں، بابر نے خوبصورت لکھائی سے جواب دیا یا نہیں، اب بابر کہاں ہے اللہ کرے وہ حیات ہو اور زندگی کو واپس لا رہا ہو۔ ایسی کتنی ہی کہانیاں ہیں جو ان درس گاہوں، مکانوں، دفتروں میں دبی ہوئی ہیں۔ کالج کے اسسٹنٹ لائبریرین زاہد کا کہنا ہے کہ اس کالج میں 70 طلبہ جاں بحق ہوئے ان کے علاوہ عربی کے ایک استاد اور ایک ہوٹل کا خانساماں بھی، پرنسپل سردار محمد مظفر خان باقاعدگی سے آتے ہیں ایک خیمے میں دفتر قائم ہے یہاں بیٹھ کر سوچتے ہیں کہ ملبہ کیسے ہٹے گا، کلاسز کیسے شروع ہوں گی، طلبہ بھی محنتی ہیں، پڑھائی کے شوقین ہیں وہ بھی روز آتے ہیں اور پوچھتے ہیں کہ کب پڑھائی شروع ہوگی، مارکیٹیں آہستہ آہستہ رونق پکڑ رہی ہیں۔

باغ شہر بھی اجڑ گیا ہے، اس کے آس پاس بلندیوں پر آباد گاؤں اور بستیاں بھی زلزلے سے بہت زیادہ متاثر ہوئی ہیں، فوجی افسر اور جوان حالت جنگ کی طرح فرائض انجام دے رہے ہیں، کھنڈرات میں خیمے گاڑ کر کرسی میزیں لگائے بیٹھے ہیں۔ وہی جذبہ ہے، جو ہم نے 1965ء میں دیکھا تھا لیکن کچھ مایوسی کا عالم ہے کہ اندرون ملک اور بیرون ملک امداد کا جوش سرد پڑ رہا ہے۔ میڈیا بھی کچھ ٹھنڈا پڑ رہا ہے۔ ہم جو یہاں بیٹھے ہیں اور انسانوں اور شہروں کی جو حالت زار دیکھ رہے ہیں، ہمیں اندازہ ہے کہ تعمیر نو پر کتنا خرچ ہوگا اور نقصانات کتنے شدید ہیں، میڈیا کو یہ اندوہناک صورتحال دکھاتے رہنا چاہئے۔ آئندہ

www.urdukutabkhanapk.blogspot.com



3/ماہ بہت زیادہ چیلنج ہیں۔ امداد اور عطیات کا جذبہ اسی طرح برقرار رہنا چاہئے ورنہ ان علاقوں میں بحالی نہیں ہو سکے گی۔ چھوٹے چھوٹے خیمہ محلے بن گئے ہیں لیکن ابھی بہت ضرورت ہے، رضائیاں، کمبل چاہئیں ورنہ یہ ہمارے بھائی، بہنیں، مائیں شدید سردی اور برف کے سامنے زندگی کی بازی نہ ہار دیں۔ باغ میں بھی دور دراز ملکوں کے، پاکستان کے مختلف شہروں کراچی، شمالی علاقوں کے رضا کار مصروف عمل ہیں۔ ان میں سے ایک نے اچھی بات کہی کہ ہمیں ان مصیبت زدوں میں اپنی مدد آپ کا جذبہ بھی پیدا کرنا ہے۔ انہیں دوسروں کی امداد کا محتاج نہ بنا دیں، کچھ امداد ملے، کچھ یہ خود ہمت کریں۔ دوسرے ملکوں سے ریڈ کراس، روٹری اور دوسری تنظیموں والے آ رہے ہیں۔ ہیلی کاپٹر زخمیوں کو بڑے شہروں میں لے جا رہے ہیں۔ باغ سے ہم مظفر آباد ہیلی کاپٹر پر اتر رہے ہیں تو موسم خراب ہونے کی وارننگ مل گئی ہے اس لئے یہاں سے فوراً واپسی ضروری سمجھی گئی ہے ورنہ رات یہاں گزارنی پڑ سکتی ہے۔ مظفر آباد سے اسلام آباد کے راستے میں ہیں تو موسم اور مضطرب ہو گیا ہے، مانسہرہ آرمی ایوی ایشن کنٹرول روم نے مانسہرہ اترنے کا مشورہ دیا ہے جہاں پہلے سے کئی ہیلی کاپٹر اسی باعث پہنچے ہوئے ہیں جن میں وزیر مملکت برائے داخلہ شہزاد وسیم ریڈ کریسنٹ کے چیئرمین جنرل (ر) جہانداد خان، سابق بیوروکریٹ سعید قریشی بھی دکھائی دے رہے ہیں، سب امدادی سرگرمیوں میں مصروف ہیں، نقصانات کا سروے کر رہے ہیں۔ ہیلی کاپٹر انسانی زندگی کے تحفظ اور زلزلہ کے چیلنج کا مقابلہ کرنے کی ایک علامت بن گیا ہے۔ مانسہرہ اسٹیڈیم میں ساز و سامان، آلات لگا کر عارضی کنٹرول روم بنا ہوا ہے، خیمے، کمبل اور دوسرا امدادی سامان ہیلی کاپٹروں سے اتر رہا ہے، ٹرکوں پر لاد رہا ہے، متاثرہ علاقوں میں جا رہا ہے۔ یہاں بھی ہر عمر کے رضا کار فوج کی مدد کے لئے موجود ہیں، موسم کچھ دیر بعد ٹھیک ہو گیا ہے، ہوا باز علی اور حبیب ہمیں لے کر اسلام آباد چل پڑے ہیں، دھند چھٹ رہی ہے۔

⌘ ⌘ ⌘ ⌘

www.urdukutabkhanapk.blogspot.com



# جاگیردار۔ زمیندار۔ قبائلی سردار آگے کیوں نہیں آئے؟

دور آزاد کشمیر، سرحد میں پہاڑ لرزے، زمین ہلی تو پورے پاکستان میں دل ایک ساتھ دھڑک اٹھے۔ ذہن کانپ گئے اور پھر آسمان نے دیکھا کہ کراچی سے پشاور تک ہر عمر کے، ہر زبان بولنے والے، ہر لباس پہننے والے پاکستانی اپنے مصیبت زدہ بھائیوں کی مدد کے لئے کسی نہ کسی طرح سرگرم ہوگئے۔ دامے۔ درمے۔ قدمے۔ سخنے کی تصویر بن گئے۔ پہلا مرحلہ تھا جو زندہ ہیں، زخمی ہیں، انہیں ملبے سے نکال کر فوری طبی امداد پہنچائی جائے پھر کسی اسپتال میں پہنچایا جائے، اس کے بعد لاشیں ڈھونڈنے کا ایک اندوہناک عمل تھا۔ پھر زندہ بچ جانے والوں کے لئے پناہ گاہیں، کھانے پینے کا سامان، کمبل فراہم کرنا اور اس کے بعد تعمیر نو، آبادکاری۔

اللہ کا فضل ہے کہ قوم متحرک ہوگئی۔ حکومت کی ذمہ داریوں میں ہاتھ بٹانے لگی۔ پاک فوج کے 70 ہزار سے زیادہ افسر، جوان باقاعدہ امدادی فرائض انجام دینے لگے۔ یہ حقیقت ہے کہ ہمارے ہاں ہنگامی حالتوں، آفاتِ ناگہانی سے نمٹنے کا کوئی بڑا ادارہ تھا نہ تجربہ۔ اس لئے ابتدا میں افراتفری، بدنظمی دیکھنے میں آئی لیکن پھر معاملات ایک ترتیب، ایک ڈسپلن اختیار کرتے گئے۔ پورے ملک سے بھی عطیات کا سلسلہ جاری رہا۔ عالمی برادری نے بھی بھرپور مدد کی ہے۔ اب تک مختلف ممالک سے ضروری سامان لے کر بڑے بڑے جہاز پہنچ رہے ہیں لیکن تباہی اور بربادی جس وسیع پیمانے پر ہوئی ہے اس کے پیش نظر اب تک خدشہ یہی ظاہر کیا جارہا ہے کہ امداد ناکافی ہے۔ 19 نومبر کو ایک عالمی کانفرنس اسلام آباد میں منعقد ہورہی ہے جس میں دنیا کے اہم ترین افراد اور ادارے شامل ہورہے

www.urdukutabkhanapk.blogspot.com



ہیں۔ اس سے امید کی جارہی ہے۔ شاعر، اہل قلم تخلیقی عمل میں محو ہیں۔ این جی اوز اپنے اپنے شہروں میں بھی عطیات جمع کررہی ہیں۔ کئی متاثرہ علاقوں میں خراب نامساعد حالات کے باوجود موجود ہیں۔ خالصتاً مذہبی تنظیموں نے کیمپ قائم کررکھے ہیں۔ مذہبی سیاسی جماعتیں بھی اپنا کردار ادا کررہی ہیں۔ فیلڈ اسپتال قائم کررکھے ہیں۔ خیمہ بستیاں بسائی جارہی ہیں۔

نقد عطیات دینے میں بھی پاکستانی آگے آگے رہے ہیں، افراد بھی جو کچھ ممکن ہے دے رہے ہیں۔ زیادہ تر صدارتی ریلیف فنڈ میں عطیہ کررہے ہیں۔ بہت سے ایدھی اور دوسری تنظیموں کے ذریعے۔ جماعت اسلامی الخدمت کے ذریعے پہلے بھی ایسی آفاتِ ناگہانی میں یہ نیک کام کرتی رہی ہے اب کے متحدہ قومی موومنٹ بھی خدمت خلق فاؤنڈیشن کے ذریعے اس فلاحی عمل میں شامل ہوئی ہے۔ زلزلہ زدہ علاقوں میں جماعت الدعوۃ، جماعت اہلحدیث کے کیمپ اور اسپتال بھی نظر آتے ہیں۔

فلاحی، مذہبی اداروں کے ساتھ ساتھ ملک میں قائم بڑی بڑی صنعتوں کے مالکان نے تاجروں، صنعتوں کی انجمنوں اور اداروں نے، ملٹی نیشنل کمپنیوں نے، دوا ساز کارخانوں، بینکوں اور دیگر مصنوعات بنانے والوں سب نے ہی خطیر رقوم عطیہ کی ہیں۔ اپنے اپنے طور پر ان علاقوں میں کسی نہ کسی طرح راحت کا سامان پہنچا رہے ہیں، صنعت کاروں سے اگرچہ زیادہ عطیات کی توقع کی جاتی ہے لیکن پھر بھی انہوں نے بہت کچھ دیا ہے اور اب بھی جیسے جیسے ضروریات سامنے آئیں گی ان کو اور عطیات کے لئے بھی متحرک کیا جاسکتا ہے۔

لیکن ایک حیرت اور افسوس مجھے اپنی لپیٹ میں لے رہا ہے کہ ہمارے جاگیردار، زمیندار اور قبائلی سردار جنہیں اللہ تعالیٰ نے سب سے زیادہ نوازا ہے جن کے پاس دولت بھی ہے اور اتھارٹی بھی، جو اس ملک کے قیام سے لے کر اب تک اس پر حکمرانی میں کسی نہ کسی طرح شامل رہے ہیں، قانون ان کے گھر کی لونڈی بنا رہا ہے۔ وہ حکومت میں ہوں نہ ہوں اپنے علاقے میں حکمرانی ان ہی کی ہوتی ہے۔ اس ملک میں قانون کا یکساں نفاذ نہ ہونا بھی ان کی طاقت بنتا ہے کبھی حکومتیں اپنے آپ کو بچانے کے لئے ان کو جان بوجھ کر

www.urdukutabkhanapk.blogspot.com



آزادی دیتی ہیں ملکی قوانین کی خلاف ورزی کی اجازت دیتی ہیں ان کے علاقوں میں انسان جس طرح زندگی گزارنے پر مجبور ہیں ان کے خلاف آواز بھی بہت کم بلند ہوتی ہیں ان کے پاس اپنی ضرورت سے کہیں زیادہ زمین، اپنے اخراجات سے کہیں زیادہ دولت ہے۔ ان کے پاس سونے اور رقوم کے محفوظ ذخائر بھی بہت زیادہ ہیں۔ مختلف شہروں، دیہات میں اپنی املاک ہیں۔ ان میں سے بعض کی سالانہ آمدنی کئی کارخانوں اور صنعتوں سے بھی زیادہ ہے۔ یہ جب کسی لیڈر، کسی صدر پاکستان، وزیراعظم کی دعوت کرتے ہیں تو اس پر لاکھوں لٹا دیتے ہیں۔ ان کے دوپہر کے کھانے بھی شاہی ضیافتوں سے کم نہیں ہوتے۔ ان کی چائے پر لاکھوں خرچ ہوجاتے ہیں۔ اس سب سے امیر، متمول، صاحب جائیداد، صاحب استطاعت طبقے سے اس ناگہانی آفت پر کچھ زیادہ ملال، دردمندی بھی دیکھنے میں نہیں آئی۔ ان کے معمولات میں بھی کوئی فرق دکھائی نہیں دیا اور ان کی طرف سے خطیر رقوم کے ایسے عطیات بھی دیکھنے میں نہیں آئے جو ان کی دعوتوں کی طرح ملک میں موضوع سخن بن سکتے۔ حالانکہ ملک کے وسائل زیادہ تر ان کے ہاتھوں میں ہیں۔ بلدیاتی ادارے، صوبائی اور قومی اسمبلیاں، سینٹ، یہ ہر جگہ موجود ہیں۔ ان کی اتھارٹی تسلیم کی جاتی ہے ان کی بات وزن رکھتی ہے۔

یہ نقد عطیات بھی کروڑوں میں دے سکتے تھے، ان کی طرف سے متاثرین کے لئے گندم بھی بے حساب فراہم کی جاسکتی تھی، یہ چاول بھی بھیج سکتے تھے، دیگر روز مرہ کی ضروریات، چینی، آلو، سبزیاں اور بہت کچھ ان کے پاس ہے۔ میں نے اپنے طور پر جاننے کی کوشش کی ہے۔ مجھے ان کی طرف سے کسی بھی ایسی انفرادی، اجتماعی، منظم یا غیر منظم سرگرمی کی اطلاع نہیں ملی ہے ان میں ایسے ایسے پیر بھی ہیں جن کی آمدنی کا کوئی حساب نہیں ہے وہ اپنے مریدوں سے ایک ایک کلو گندم کے لئے بھی کہیں تو نہ جانے کتنا ذخیرہ ہوجائے۔ ان سے ایک سو روپے بھی مانگیں تو کروڑوں جمع ہوجائیں۔ ایسا کیوں نہیں ہوا اس پر مجھے حیرت بھی ہے تعجب بھی دکھ بھی اور یہ اذیت زیادہ کہ کسی نے اس طرف توجہ بھی نہیں دی۔

www.urdukutabkhanapk.blogspot.com



یہ اتنا کیوں جمع کرتے ہیں، کس کے لئے ہے، اللہ نے ان کے رزق میں فراخی دی ہے تو بانٹتے کیوں نہیں ہیں۔ یہ اسی قوم کا حصہ ہیں تو 28 ہزار کلومیٹر میں پھیلی ہوئی تباہی نے ان کے دل اور ذہن کو کیوں نہیں جھنجھوڑا، ضمیر کی بات میں نہیں کرتا۔ کیونکہ اس کی کاشت تو انگریزوں کے زمانے سے ہی ممنوع ہے۔

⌘ ⌘ ⌘ ⌘

www.urdukutabkhanapk.blogspot.com



# عالمی ڈونر کانفرنس.....ایک اک پاکستانی کیلئے اہم ہے

زلزلے کی تباہ کاریوں نے اسلام آباد کو کام کرنے پر مجبور کر دیا ہے۔ اسپتال بھر گئے ہیں۔ گنجائش سے زیادہ زخمی زیر علاج ہیں۔ کئی ایسے اسپتال ہیں جو برسوں سے قریباً بند تھے، انہیں بھی بحال کر دیا گیا ہے۔ خیمہ بستیاں قائم کر دی گئی ہیں اور بھی کئی بڑے بڑے بنگلے ہیں جو متاثرین کے لئے پناہ گاہیں بن گئے ہیں، یہ تو ہیں ایثار اور بے لوثی کی کہانیاں۔ یہ سب کچھ رضا کارانہ جذبے کے تحت ہو رہا ہے۔ اسپتالوں، پناہ گاہوں میں خیمہ بستیوں میں دور دراز شہروں، قصبوں سے آئے ہوئے نوجوان کسی بھی غرض، فائدے کے بغیر دن رات خدمت میں مصروف ہیں، لیکن ایک دوسری دنیا بھی ہے جس کے لئے یہ آفت نعمت بنی ہوئی ہے جتنے غیر ملکی مہمان ہیں انہیں رہنے کے لئے کمرے چاہئیں۔ جنہیں زیادہ عرصہ رہنا ہے وہ مکان تلاش کر رہے ہیں، آمد و رفت کے لئے گاڑیاں چاہئیں سب کو سیکورٹی گارڈز درکار ہیں تو ہوٹل اسٹیٹ ایجنسیاں، رینٹ اے کار، سیکورٹی ایجنسیاں، سب کا کاروبار عروج پر ہے۔ ہوٹلوں میں کمرے دستیاب نہیں ہیں۔ منہ مانگے کرائے وصول کیے جا رہے ہیں، زلزلے سے اسلام آباد متحرک بھی ہو گیا ہے اور براہ راست فائدہ بھی اسے ہی ہو رہا ہے۔

آج اسلام آباد ڈونرز کانفرنس میں شرکت کے لئے آنے والے مہمانوں کے خیر مقدم اور تواضع میں مصروف ہے کہیں آفت ناگہانی پر عطیات حاصل کرنے کے لئے اتنا بڑا اجتماع کبھی منعقد نہیں ہوا ہے۔ کم از کم پاکستان میں تو ایسا نہیں ہوا ہے۔ 8/اکتوبر کا زلزلہ ایک بڑا سانحہ ہے صرف اس ملک کے لئے نہیں پوری دنیا کے لئے۔ امریکی طوفان کیترینا میں امدادی فرائض انجام دینے والے نیٹو کے کمانڈر ہوں یا سونامی میں مختلف ملکوں میں

www.urdukutabkhanapk.blogspot.com



ریلیف کی سرگرمیوں میں معاونت کرنے والے۔ ان کا کہنا یہی ہے کہ آزاد کشمیر اور سرحد میں جتنے بڑے پیمانے پر بربادی ہوئی ہے وہ پہلے کہیں اس سطح پر نہیں ہوئی۔ اقوام متحدہ کے سیکرٹری جنرل کوفی عنان، ان کی اہلیہ، صدر پاکستان جنرل پرویز مشرف، خاتون اوّل بیگم صہبا پرویز مشرف کے ہمراہ بالاکوٹ سے ملبے کے ڈھیر دیکھتے ہوئے مظفر آباد پہنچے اور سب کچھ دیکھنے کے بعد آج کے مشاہدات کو ایک لفظ میں سمیٹنے کے لئے کہا گیا تو ان کا غمناک آنکھوں کے ساتھ جواب تھا۔ "Tragic" المناک۔ اس ایک لفظ میں اسّی ہزار انسانی ہلاکتوں کا دکھ بھی شامل ہے۔ ایک لاکھ سے زیادہ سنگین زخمی بھی ہیں۔ کئی سو معذوروں کے کٹے ہوئے ہاتھوں، بازوؤں، ٹانگوں کا درد بھی ہے۔ 33 لاکھ سے زیادہ بے گھروں کی آنکھوں کی ویرانی بھی۔

اسلام آباد کئی روز سے راتوں کو بھی جاگ رہا ہے۔ متاثرین کے اعداد شمار جمع ہو رہے ہیں۔ نقصانات کا تخمینہ لگ رہا ہے۔ تقریریں تیار ہو رہی ہیں۔ عالمی ڈونرز کانفرنس ایک کوشش ہے ایک راستہ ہے، خود منزل نہیں ہے۔ عالمی برادری کے ضمیر پر دستک دی جا رہی ہے۔ 5 ارب 20 کروڑ ڈالر کا ہدف ہے۔ یہ کل 19 نومبر کو نہیں چاہئیں، آئندہ چار پانچ برس کے دوران چاہئیں۔ ان کا وعدہ لیا جا رہا ہے، زلزلے نے ہماری تمام سوئی ہوئی صلاحیتوں کو جگا دیا ہے۔ پہلا مرحلہ زندہ بچ جانے والوں کو ملبے سے نکالنا تھا۔ زخمیوں کو اسپتال پہنچانا تھا۔ یہ گزر چکا دوسرا مرحلہ ملبے کے ڈھیروں میں انسانی لاشوں کی تلاش، یہ اب بھی کہیں کہیں جاری ہے۔ اب اس کے بعد ملبے کو ہٹانا، مستقل رہائش کے لئے شہروں، قصبوں اور دیہات کی از سر نو تعمیر، یہ ایک طویل المیعاد منصوبہ ہے۔ اس کے لئے حوصلہ، ہمت، صبر اور پیسہ چاہئے۔ کام کرنے والے کام کر رہے ہیں۔ مشکل، بلند، دشوار گزار اونچے پہاڑوں پر مصروف ہیں۔ سڑکیں کھولنا انتہائی خطرناک بھی ہے، مشکل بھی۔ ایک سڑک سے رکاوٹیں دور کرتے کرتے اوپر سے اور پتھر آ گرتے ہیں، راستے بند تھے، بھاری مشینری ان گھاٹیوں اور وادیوں میں پہنچانا مشکل تھا، روس کے بڑے ہیلی کاپٹروں نے اسے ممکن بنایا ہے۔ اٹلی سے بھاری مشینری، کرینیں، بلڈوز، بحری جہاز سے دو روز بعد کراچی پہنچ رہے ہیں، پھر وہ ٹرین سے

www.urdukutabkhanapk.blogspot.com



پنڈی لائے جائیں گے ایک حتمی تاریخ ہے 30/نومبر کی۔ پانچ چھ ہزار فٹ کی بلندی پر بیٹھے بے گھروں کو یا تو مضبوط سائبان پہنچانے ہیں یا انہیں نیچے لانا ہے، پھر ایک تاریخ ہے 15/ دسمبر کی اس سے پہلے پہلے سب کو پناہ دینا ضروری ہے کیونکہ سردی سخت ہو جائے گی، برف فٹوں کے حساب سے پڑے گی۔ باہر سے آنے والے تمام سرکاری اور غیر سرکاری یونٹ پاکستانی فوج کے ساتھ مل کر بڑے اطمینان سے سکون سے کام کر رہے ہیں، وہ تو آرمی کی تعریف کرتے ہیں کہ انہوں نے بڑی بہادری اور منظم طریقے سے تمام مراحل طے کیے ہیں۔ کوفی عنان نے کہا کہ سول ورکرز عام طور پر فوج کے ساتھ کام سے گھبراتے ہیں لیکن یہاں پاکستان میں تمام تنظیمیں پاک فوج کے ساتھ کام کر کے بہت خوش ہیں کیونکہ ان کی معاونت سے انہیں بہت آسانی ہوتی ہے۔ کرسٹینا روکا کا کہنا بھی یہی تھا کہ پاکستانی فوج نے بہت اچھا کام کیا ہے۔ بڑے منظم طریقے سے مراحل طے کیے ہیں، غیر ملکی این جی اوز بھی ایسی رپورٹیں دے رہی ہیں ہمارے بہت سے پاکستانی دانشور، سیاسی رہنما کارکن کہتے رہتے ہیں کہ سارا کام پاک فوج کو نہیں دینا چاہئے تھا جبکہ عالمی برادری جو ہم سے کہیں زیادہ جمہوری اور سول تجربہ رکھتی ہے وہ اس ریلیف ورک میں کوئی غیر جمہوری انداز نہیں دیکھ رہی ہے۔ آج کا دن صرف صدر پرویز مشرف، وزیر اعظم شوکت عزیز اور حکومت پاکستان کے لئے ہی نہیں، ایک اک پاکستانی کے لئے اہم ہے کیونکہ یہ کئی لاکھ ہم وطنوں کی زندگی اور موت کا سوال ہے۔ ان کے لئے مستقل رہائش کی بندوبست کا انتظام ہونا ہے اور یہ خالصتاً انسانی مسئلہ ہے انسانیت اسے اسی حوالے سے دیکھ رہی ہے اس میں کوئی سیاست ہے نہ جذباتیت، زلزلے سے اٹھنے والی دھول کی مہک جس جس نے سونگھی ہے وہ اندازہ کرتا ہے کہ ان علاقوں میں کیسی قیامت ٹوٹی ہے وہاں کے کھنڈر کھنڈر گھر، زخم زخم چہرے اس وقت دستگیری کے خواہاں ہیں، لفاظی کے نہیں غیر ملکی مہمانوں کے سامنے ہماری ایک ہی فکر اور ایک ہی جذبہ ہونا چاہئے۔ ان کے سامنے ہم متحد قوم کے طور پر آئیں تو وہ عطیات کا اعلان اور زیادہ اعتماد کے ساتھ کریں گے۔

⌘ ⌘ ⌘ ⌘

www.urdukutabkhanapk.blogspot.com



# شکریہ دنیا والو! پاکستان نوازی کا

زلزلے نے جہاں جہاں تباہی پھیلائی وہاں برف جمنا شروع ہوگئی ہے، سرد ہوائیں چلنے لگی ہیں، ابھی تو اونچائیوں پر کھلے آسمان تلے غیر محفوظ زندگی کو اس نئی موسمی آفت کا سامنا ہے، رفتہ رفتہ برف نیچے بھی پڑے گی، سردی جسموں کو بھی چیرے گی، دس روز کے اندر اندر 5/لاکھ خیمے بے گھروں کو پہنچانے ہیں۔

آج کنونشن سینٹر میں جمع عالمی برادری نے اہل پاکستان میں یہ اعتماد پیدا کر دیا ہے کہ وہ اس مشکل وقت میں، موسم کی سختیوں کے سامنے اکیلے نہیں ہیں، وہ متاثرین جو اس وقت در بدر ہیں ملبے کے ڈھیروں کے سامنے خیموں میں یا کھلی زمین پر پڑے ہیں، ان تک تو عالمی برادری کی آواز پہنچی ہوگی یا نہیں وہاں ریڈیو سننے یا ٹی وی دیکھنے کی گنجائش ہے یا نہ موقع..... لیکن ان تک حکومتی اہلکار یہ خوش خبری ضرور پہنچائیں گے، رضا کار انہیں ضرور بتائیں گے کہ چار دانگ عالم سے دنیا کے کونے کونے سے تمام براعظموں سے آئے ہوئے ہر رنگ..... ہر مذہب..... ہر زبان کے بولنے والوں نے صدر جنرل پرویز مشرف، وزیر اعظم شوکت عزیز کے ذریعے پاکستانی قوم کو یقین دلایا ہے کہ وہ فکر مند نہ ہوں، فوری ضرورتیں بھی پوری کریں گے، طویل المیعاد تعمیر نو میں بھی ساتھ دیں گے، ان میں سے بہت سے خود بھی یہ کھنڈرات، ملبے کے ڈھیر، مصائب و آلام سے متاثرہ چہرے دیکھنے گئے تھے کچھ نے اس فلم کے ذریعے اس تباہی کو دیکھا جو ڈونرز کانفرنس سے پہلے چلائی گئی، چہرے کتنے اداس ہو رہے تھے، خواتین وزیر تھیں یا اعلیٰ سرکاری افسر..... ان کی آنکھوں میں بچوں کی خون آلود پیشانیاں، کٹی ٹانگیں، بازو دیکھ کر آنسو تیر گئے تھے، دل کی دھڑکنیں تیز ہوگئی

www.urdukutabkhanapk.blogspot.com



تھیں..... پھر وزیر اعظم شوکت عزیز نے ٹھہرے ٹھہرے، دھیمے دھیمے لہجے میں نقصانات بتائے، اس المیے کی گہرائی، شدت اور وسعت سے آگاہ کیا، کوفی عنان نے غیر سرکاری تنظیموں کی بہادرانہ سرگرمیوں کو خراج تحسین پیش کیا، پاکستان کے عوام کے بے مثال لازوال جذبے کو قابل قدر قرار دیا، پاکستانی فوج کی مشکل خدمات کو سراہا اور کہا کہ فوری، درمیانی اور طویل المیعاد مراحل میں پاکستان کو عالمی برادری کا تعاون حاصل رہنا چاہیے۔ انہوں نے بے ساختگی سے آخر میں انشاء اللہ کا لفظ استعمال کرتے ہوئے امید ظاہر کی تو مسلمان مندوبین کی تالیاں تھمنے میں نہیں آئیں، صدر پاکستان کا خطاب..... 41-9 سے 31-10 تک جاری رہا جس میں نقصانات کا تخمینہ بھی تھا..... آئندہ جو کچھ کرنا ہے اس کا بھی ایک واضح اور جامع تصور بھی..... مکانات کس طرح کیسے بننے چاہئیں، تعلیم ادارے کس طرح قائم ہوں، علاج معالجے کی سہولتیں کیسی ہوں گی، ایک ایک اسکول، اسپتال پر کتنا خرچ ہوسکتا ہے، مقصد یہ کہ دنیا کے ہر جگہ سے آئے ہوئے نمائندوں کو یہ یقین ہو کہ پاکستانی ان متاثرہ علاقوں میں اب زندگی کی سہولتیں پہلے سے کہیں بہتر بنانا چاہتے ہیں، اس تباہی کو انسانیت کی خدمت کا موقع بنانا چاہتے ہیں، صدر مملکت اس وقت کافی جذباتی ہو گئے جب انہوں نے پاک بھارت تعلقات کو موضوع بنایا، دل سے جو بات نکلتی ہے اثر رکھتی ہے، وہ ایک جھٹکے سے سر کے بالوں پر ہاتھ پھیرتے ہوئے، بھارت کے صدر، وزیر اعظم، حکومت، اپوزیشن، عوام، تاجر برادری اور میڈیا سے، مقبوضہ کشمیر کی حکومت، کل جماعتی حریت کانفرنس سے کہنے لگے کہ زلزلے نے موقع دیا ہے کہ ہم مسئلہ کشمیر کو ہمیشہ کے لئے حل کر دیں انہوں نے پورے یقین سے کہا کہ یہ کشمیر کے لئے بھارت کا عطیہ ہوگا۔

عالمی مالیاتی اداروں کے صدر اور نمائندوں نے اعداد و شمار بتائے، سب نے حکومت پاکستان، عوام، متاثرین کے بلند حوصلوں کی تعریف کی، پاکستانی فوج کی امدادی کارروائیوں کو سراہا، وعدوں کا سلسلہ شروع ہوا، توقعات کے مطابق ہی نہیں..... زیادہ کا وعدہ ہو گیا، نقد گرانٹ، آسان قرضوں کی صورت میں ملنے والی کل رقم 5/ارب 40 کروڑ ڈالرز کا اندازہ وزیر اعظم شوکت عزیز نے بتایا، پرانے بینکار ہیں، حساب غلط تو نہیں ہوسکتا،

www.urdukutabkhanapk.blogspot.com



عالمی برادری کا شکریہ۔

لگتا تو ہے کہ جنیوا کی ڈونرز کانفرنس سے زیادہ کامیابی ہوئی ہے، یہ انسانیت کا درد ہے جس کے لئے انسان کو پیدا کیا گیا، سب بڑے بڑے لوگ کتنی دیر بیٹھے رہے، کوئی صبح سات بجے پہنچا، کوئی آٹھ، پونے نو سے تو سبھی یہاں تھے۔ کانفرنس قریباً 3 بجے تک جاری رہی، صدر پاکستان، وزیراعظم سب نے بار بار یقین دلایا کہ فنڈز کا استعمال شفاف ہوگا..... باقاعدہ حساب رکھا جائے گا، جوابدہی کے لئے تیار رہیں گے، ویب سائٹ پر ایک ایک پائی کا حساب ظاہر کیا جائے گا۔

عالمی برادری نے بھی اپنا کردار ادا کر دیا ہے، یہ بھی کہا ہے کہ وہ یہ تعاون جاری رکھیں گے، اب آزمائش ہماری ہے..... حکومت کی..... این جی اوز کی..... ان علاقوں میں کام کرتے فوجیوں کی..... سرکاری اہل کاروں کی..... یہ سب امین ہیں..... ان کو پاکستانی قوم نے عالمی برادری نے امانتیں سونپی ہیں جو متاثرین تک پہنچی ہیں، پاکستان کے سب سے پس ماندہ غریب اور عوام لوگوں کی حالت بہتر کرنی ہے، ایک ایک پائی محبت سے، احتیاط سے خرچ ہونی چاہیے، قوم دیکھ رہی ہے، دنیا نگراں ہے لیکن سب سے بڑھ کر یہ کہ وہ دیکھ رہا ہے..... جو سارے جہانوں کا مالک ہے..... اور جس کے سامنے وہ سب جوابدہ ہیں..... جنہیں دنیا میں بعض اوقات یہ زعم ہو جاتا ہے کہ وہ کسی کو جواب دہ نہیں ہیں۔

صدر..... وزیراعظم..... حکومت..... پاکستانی قوم کو مبارک ہو کہ یہ کانفرنس کامیاب رہی..... لیکن اب عالمی برادری نے ہمیں امتحان میں ڈال دیا ہے..... چیلنج بڑا سخت ہے..... وقت کے ساتھ مقابلہ ہے جو ہمیشہ کسی کے ساتھ نہیں رہتا۔

⌘ ⌘ ⌘ ⌘

www.urdukutabkhanapk.blogspot.com



# الائی کی اداسیاں کم ہو رہی ہیں

میں الائی میں ہوں۔ زلزلے نے یہاں بھی بہت تباہی مچائی ہے۔ ہزاروں گھر تنکوں کی طرح بکھرے ہوئے ہیں۔ کالج، اسکول، اسپتال، بنیادی صحت مراکز، سڑکیں، پل بہت کچھ برباد ہو گیا تھا۔ یہاں پہاڑوں کی اندر ہی اندر ٹوٹ پھوٹ سے سرخ گرد اڑ رہی تھی۔ یہ سمجھ لیا گیا کہ شاید کوئی آتش فشاں ہے۔ الائی کی آبادی تقریباً 2 لاکھ ہو گی۔ لیکن یہ بکھری ہوئی ہے۔ بلند و بالا چوٹیوں سے نیچے وادیوں تک یہ جفاکش، محنتی، چھوٹے چھوٹے قصبوں، دیہات میں رہتے ہیں۔ میلوں میل پیدل چڑھ جاتے ہیں۔ راستے بند ہو گئے تھے۔ ابتدائی کچھ دنوں میں یہاں کوئی امداد پہنچی نہ ٹیمیں۔ اس لئے یہ پرسکون، متحمل مزاج لوگ بھی بپھر گئے تھے۔ جب سابق وزیراعظم اور پاکستان مسلم لیگ کے صدر چوہدری شجاعت حسین پہلی بار اپنی ٹیم لے کر پہنچے تو وہ متاثرین سخت برہمی کے عالم میں تھے۔ اپنے کتنے پیارے وہ دفن کر چکے تھے۔ کتنے شدید زخمی پہلی طبی امداد کے انتظار میں تھے۔ ہیلی کاپٹر اترا تو پتھر برسنے لگے۔ ناراضی اور برہمی کے جملے، کوئی بات سننے کو تیار نہیں تھا۔ بڑی مشکل سے انہیں سمجھایا گیا کہ ہم آپ کے لئے سب کچھ کریں گے اور جب آپ مانیں گے تبھی یہاں سے جائیں گے۔ پھر ایک دو روز بعد خیمے، کمبل اور کھانے پینے کا سامان بٹ گرام پہنچایا گیا۔ چوہدری شجاعت الائی کے ایک پتھر پر بیٹھ گئے۔ سینیٹر اور وفاقی وزیر مملکت طارق عظیم بٹ گرام سے خیمے، سامان لدوا رہے تھے۔ حکومت پنجاب کا ہیلی کاپٹر بنہ الائی میں سامان اتارتا رہا۔ چار یا پانچ پھیرے ہوئے۔ تب الائی والوں کو یقین آیا کہ یہ ٹیم صرف سیر سپاٹے کے لئے نہیں آ رہی ہے۔ اس کے بعد بھی سامان پہنچتا رہا۔ ایک پھیرا اس

www.urdukutabkhanapk.blogspot.com



ٹیم نے اور لگایا۔ تب لوگوں نے اس کا خیر مقدم کیا۔ حالات کافی بہتر ہوئے تھے۔ آج تو خیر بہت فرق ہے۔ سردی کے مقابلے کے لئے بڑے معقول آراستہ خیمے نصب ہیں۔ طنابیں کھنچی ہوئی ہیں۔ پولیس اسٹیشن، واپڈا، نادرا تمام محکموں نے ٹینٹوں میں عارضی دفاتر بنا کر کام شروع کر دیا ہے۔ پاک فوج کے ایک کرنل ذکیر انتظام سنبھال رہے ہیں۔ تحصیل ناظم، مقامی ایم پی اے، سابق ارکان اسمبلی سبھی تعاون کر رہے ہیں۔ مگر شکایت یہ ہے کہ سرحد حکومت کچھ زیادہ فعال نہیں ہے۔

بلند چوٹیوں پر برف غلبہ پانے لگی ہے۔ الائی کے مصیبت زدوں کی نظریں جب گنجہ چوٹی پر پڑتی ہیں تو ان کے ذہن پر کپکپی طاری ہو جاتی ہے کہ سردیوں میں بے گھری کتنی آفت لائے گی۔ یہاں ذکر ہو رہا ہے کہ اونچے مقامات پر رہنے والی کافی بڑی آبادی دوسرے شہروں میں منتقل ہو چکی ہے۔ یہ سب کچھ کسی اطلاع، رجسٹریشن کے بغیر ہو رہا ہے۔ اس سے بحالی اور آبادکاری کے عمل میں رکاوٹ پڑ سکتی ہے۔ اس کا ذمہ دار کون ہے۔ فوج، سول انتظامیہ یا صوبائی حکومت۔ ایک تسلی تو یہ ہے کہ وہ موسم کی سختیوں سے تو محفوظ رہیں گے۔ متاثرین میں جہاں یہ اطمینان ہے کہ عالمی برادری نے ضرورت سے بڑھ کر امداد دی ہے۔ وہاں حکومتی پارٹی اور سرکاری حلقوں میں یہ احساس بھی ہے کہ اب امدادی سرگرمیوں میں تیزی لانا پڑے گی۔ تعمیر نو کے منصوبے پر عملدرآمد کی رفتار بھی بڑھانا ہوگی۔ ایک خیمے میں کلاس پنجم ہے۔ ایک میں سوئم، نیلے نیلے خیموں میں قائم گورنمنٹ پرائمری اسکول بٹنہ۔ زیر اہتمام 97 لائٹ ایئر ڈیفنس رجمنٹ میں پڑھائی شروع ہو چکی ہے۔ ایک خیمے میں 35 بچے بیٹھ سکتے ہیں۔ بچے بچیاں دونوں ساتھ پڑھ رہے ہیں۔ ٹیچرز، ہیڈ ٹیچر بھی موجود ہیں۔ پیچھے تباہ شدہ اسکول کا ڈھانچہ بھی کھڑا ہے۔ ایک بچے نے بڑے اعتماد سے تلاوت کی ہے۔ ایک ذرا بڑی بچی گود میں ایک چھوٹی بچی لئے بیٹھی ہے۔ اللہ کرے اس کے ماں باپ زندہ ہوں لیکن بڑی بچی کی آنکھوں میں جو سوچ دکھائی دے رہی ہے، چھوٹی بچی کی آنکھوں میں خوف، وہ کچھ خدشات پر مجبور کر رہا ہے۔ حسن صرف وادیوں، بیاڑ کے پیڑوں اور ندیوں میں ہی نہیں ہے، بچوں، بچیوں کی پیشانیوں، آنکھوں میں بھی ہے۔ یا الٰہی ان کی

www.urdukutabkhanapk.blogspot.com



حفاظت کرنا، یہ بہت بڑے صدمے برداشت کر چکے، انہیں اور آلام سے دوچار نہ کرنا۔ مقامی لوگ زیادہ تر باریش ہیں۔ جوان ہوں یا بزرگ، سب کے سروں پر ٹوپیاں ہیں۔ درخواستیں، شکایتیں، جہاں جہاں اسپتال، دفاتر کے خیمے لگے ہیں۔ ان زمینوں کے مالکان کو کرایہ دیا جارہا ہے۔ بعض کا یہ مسئلہ طے نہیں ہوا تو وہ درخواستیں دے رہے ہیں۔ خیمے بڑی تعداد میں بٹ چکے ہیں۔ ان کی کوالٹی بھی اچھی ہے۔ خیمے، ترپالیں، کمبل چوہدری صاحب کی ذاتی دلچسپی بہت زیادہ رہی ہے۔ یہ علاقہ ان کی پارٹی کا نہیں ہے۔ ایم پی اے، ایم این اے دونوں ایم ایم اے کے ہیں۔ ایم پی اے شاہ حسین تو موجود ہیں۔ ایم این اے نہیں ہیں۔ زندہ بچ جانے والوں کو ڈھونڈنے، شدید زخمیوں کو بڑے اسپتالوں میں منتقل کرنے کا مرحلہ گزر چکا، عارضی رہائش گاہیں قائم کر دی گئی ہیں۔ اب مرحلہ آرہا ہے تعمیر نو کا۔ گھر بنائے جائیں گے، کیسے، کس طرز کے، یہ اب سوچا جارہا ہے۔ میں پوچھ رہا ہوں کہ فیڈرل ریلیف کمیشن، نچلی سطح تک کس طرح کام کر رہا ہے۔ کیا اس کی شاخیں ہیں۔ اس قصبے میں کون اس کا نمائندہ ہے۔ اسی طرح ایرا (ارتھ کوئیک ری کنسٹرکشن۔ ری پیلیشن اتھارٹی) کی کیا کوئی شاخ یہاں ہے۔ مقامی لوگ کس سے رجوع کریں۔ اس کا جواب ابھی نہیں مل رہا ہے۔ لوگ تحصیل ناظم سے رجوع کرتے ہیں۔ مسلم لیگ کے عہدیدار سے، لیکن زیادہ موثر رابطہ پاکستان آرمی ہے۔ امداد دینے والے بھی ان کے ذریعے بانٹنا چاہتے ہیں۔ لینے والے بھی انہی کے پاس آتے ہیں۔ ان دونوں اداروں کا باقاعدہ ڈھانچہ قائم کرنا اولین ترجیح ہونی چاہئے۔

کیا انہیں گھر یاد نہیں آتا۔ اپنے بال بچے، گھر والے، کہاں کیوبا، کہاں الائی۔ مگر یہ تو سب خوش ہیں۔ مطمئن ہیں۔ چہروں پر ایک تسکین کی روشنی ہے۔ ہمارے آنے سے ایسے جذباتی ہو رہے ہیں۔ اسپتال، آپریشن تھیٹر، سب کچھ ایسے دکھا رہے ہیں جیسے انہیں ہم کوئی ترقی دے دیں گے، ایوارڈ دے دیں گے، یہ سب رضا کار ہیں اور ملکوں میں بھی اسی جذبے سے جاتے رہے ہیں۔ دوریاں، فاصلے انہیں کچھ نہیں کہتے۔ کیوبا میں یہ جذبہ فیڈل کا سترونے پیدا کیا، یا چی گویرا نے، یہ گویرا کا فلسفہ ہوگا، وہ انقلاب کو آگے اور آگے لے جا

www.urdukutabkhanapk.blogspot.com



چاہتا تھا۔ ان کے جذبہ رضا کاری کو دیکھ کر خوشی ہو رہی ہے۔ جناب محمد علی درانی کو چاہئے کہ اپنے رضا کاروں کو ان سے ملوائیں، لیکچر دلوائیں، یہ کہہ رہے ہیں کہ ہمیں گھر واپسی کی کوئی جلدی نہیں ہے۔ جب تک ضرورت ہوگی رکیں گے اور ڈاکٹر چاہئیں تو وہ بھی آ سکتے ہیں۔ صرف اس اسپتال میں 44 ڈاکٹر ہیں، مرد و خواتین برابر، برابر۔ کیوبا کا پرچم بھی لہرا رہا ہے، فیڈل کاسترو، زندہ باد۔

زندگی کو معمول پر لانے کی کوششیں جاری ہیں۔ اس میں زیادہ حصہ خود یہاں کے لوگوں کا ہے۔ وہ ہمت کر رہے ہیں۔ انہوں نے مایوسی کو شکست دے دی ہے۔ موت کے خوف سے نکل آئے ہیں۔ زمین پر ہی چوڑیاں، ماچس، صابن اور دوسری چیزیں رکھ کر بیچنا شروع کر دی ہیں۔ دکانیں کھل گئی ہیں۔ پاک فوج نے ایک خیمے میں مہمانوں کو بٹھایا، گرم گرم سوپ پلایا، دوسرے خیمے کو میس کا نام دیا گیا ہے۔ بہت پر لذت لنچ، ویرانے میں بہار آ گئی ہے۔ پہلے یہاں کچھ میسر نہیں تھا، ہر چند منٹ بعد کوئی آرمی ہیلی کاپٹر گڑگڑاتا اتر رہا ہے۔ ادویات کے کارٹن، کھانے پینے کی چیزیں چھوڑ کر جا رہا ہے۔ کچھ ہیلی کاپٹر بڑے بڑے پھندوں میں سامان لٹکائے اوپر جا رہے ہیں۔ جہاں ہیلی کاپٹر اتر نہ سکے وہاں یہ سامان اس طرح پہنچایا جاتا ہے۔ ہر روز یہی رفتار ہے۔ کرنل ذکیر کہہ رہے ہیں فوری امداد کے مراحل گزر چکے۔ اب تعمیر نو کا طویل سلسلہ شروع ہو رہا ہے۔ اب ڈائنامزم بھی چاہئے اور فلیکسیبلٹی بھی یعنی حرکت اور جوش۔ ساتھ ساتھ لچک بھی۔

سینیٹر سید مشاہد حسین، کرنل صاحب سے کلی اتفاق کر رہے ہیں۔ اب تک کے دونوں مراحل زندہ بچانے اور امداد میں تو بے ترتیبی، ہنگامی نوعیت فطری تھی لیکن اب سردیوں کے تین چار مہینوں بعد تعمیر نو کا جو مرحلہ شروع ہونا ہے وہ بہت زیادہ سوچ بچار، منصوبہ بندی، تخلیقیت، جامع حکمت عملی کا تقاضا کرتا ہے۔ زلزلہ انجینئرنگ سے لے کر مقامی آبادیوں کی ثقافت، تہذیبی رویوں سب کو سامنے رکھنا ہوگا۔ اس سوچ بچار کے لئے سردیوں کے تین ماہ بہت مدد دے سکتے ہیں۔ متاثرہ علاقوں کے اہلکار تو سردی کا مقابلہ کرنے اور اپنی آبادیوں کو برف سے محفوظ رکھنے میں مصروف ہوں گے۔ اسلام آباد اور پنڈی والے ان

www.urdukutabkhanapk.blogspot.com



دنوں میں منصوبہ بندی کے لئے خوب سوچ بچار کر سکتے ہیں۔

واپسی کا سفر 38 منٹ میں طے ہوا ہے۔ ہم ایک تعزیت کے لئے الوچ پورن چلے آئے تھے۔ امیر مقام کہہ رہے ہیں۔ ہیلی کاپٹر سے تو آدھا گھنٹہ اور کچھ منٹ لگے ہیں۔ کار سے آٹھ نو گھنٹے لگتے ہیں۔ پہلے واپسی کے ہر سفر میں ہیلی کاپٹر پر کچھ زخمی ضرور آتے تھے۔ آج بار بار پوچھنے کے باوجود کوئی زخمی نہیں ملا ہے۔ اللہ تعالیٰ تیرا شکر کہ مصیبت کے دن کم ہو گئے ہیں۔

⌘ ⌘ ⌘ ⌘

www.urdukutabkhanapk.blogspot.com



# جنابِ صدر! امانتوں کا بوجھ بڑھ رہا ہے

جناب صدر! میں آپ کو دیکھ رہا ہوں۔ قوم مشاہدہ کر رہی ہے کہ آپ کی آنکھوں میں ایک درد بھی ہے۔ ایک امید بھی، جس روز سے یہ خوفناک زلزلہ آیا ہے۔ آپ کو مرگلہ ٹاورز کے ملبے پر تیزی سے چڑھتے ہوئے دیکھنے سے لے کر بالاکوٹ، مظفر آباد کے کھنڈرات میں اداس اور پریشان گھومتے بھی دنیا نے دیکھا ہے۔ عید کے روز بھی آپ اپنی رفیقۂ حیات کے ہمراہ ان غریب بے گھر اور تباہ حال بچوں، عورتوں اور بزرگوں سے ملتے ہوئے نظر آئے جن کو اب دور تک کوئی سکون، کوئی راحت دکھائی نہیں دیتی۔ آپ میٹنگیں کر رہے ہیں، غیر ملکی سربراہوں، وزیروں، جنرلوں سے مل رہے ہیں۔ اپنے رفقاء سے بار بار مشورے کر رہے ہیں۔ دنیا سے اپیلیں کر رہے ہیں، ٹیلی فون کر رہے ہیں، اپوزیشن کے اعتراضات، الزامات کا سامنا کر رہے ہیں۔

اس وقت ملک میں سب سے زیادہ مرکزی شخصیت بھی آپ ہی کی ہے۔ سب سے زیادہ تنقید کا ہدف بھی آپ ہی ہیں۔ یہ آپ جانتے ہیں، اس کے ساتھ یہ بھی حقیقت ہے کہ قوم کو آپ سے بہت زیادہ توقعات ہیں۔ آپ کی ذمہ داریاں پہلے سے زیادہ بڑھ گئی ہیں۔ وہ خاندان جن کے پیارے بچھڑ گئے، جن کے گھر ملبے کا ڈھیر بن گئے۔ وہ آپ ہی کی طرف دیکھ رہے ہیں کہ ان کا غم آپ بانٹیں گے۔ ان کو دوبارہ چھت آپ کے توسط سے میسر آئے گی۔ وہ بچے جن کے والدین کو قضا اٹھا لے گئی۔ اب وہ سہارے کے لئے آپ کی طرف ہی نگراں ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے اس وقت اس مملکت کی عنان آپ کے ہاتھوں میں سونپی ہوئی ہے۔ اس لئے یہ آپ کا فرض ہے کہ ان یتیم بچے، بچیوں کی کفالت کا انتظام کریں۔ ان کا مستقبل ویران نہ ہو۔ یہ غیر محفوظ نہ رہیں، وہ زخمی جو ابھی ہسپتالوں میں ہیں

www.urdukutabkhanapk.blogspot.com



وہ بھی آپ سے ہی امید رکھتے ہیں کہ ان کے زخم بھریں گے۔ ان کی سانسیں ہموار ہوں گی۔ وہ بدقسمت جن کے اعضا کاٹنے پڑے ہیں، جو کسی ٹانگ کسی بازو سے محروم ہو گئے ہیں۔ وہ بھی یہی سوچتے ہیں کہ انہیں مصنوعی اعضا فراہم کرنا آپ ہی کی ذمہ داری ہے۔ دور اونچے پہاڑوں پر اپنے گھروندوں سے محروم ہو جانے والے بھی یہی کہتے ہیں کہ صدر پرویز مشرف ہی ہمیں محفوظ اور پختہ گھر بنوا کر دیں گے۔

جناب صدر! یہ عزت بھی ہے، وقار بھی، اور برتری بھی۔ اس کے ساتھ ساتھ یہ ایک کٹھن آزمائش بھی ہے۔ آئین کیا کہتا ہے۔ پارلیمانی نظام کے قواعد وضوابط کیا بولتے ہیں۔ یہ سب آسائش کی باتیں ہیں۔ ڈرائنگ روم کی گپ شپ ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ اس وقت اختیارات آپ کے ہاتھ میں ہیں اس لئے ذمہ داری بھی آپ کی ہے اور امتحان بھی آپ کا ہے۔

آپ یقیناً یہ محسوس کرتے ہوں گے کہ آپ پر امانتوں کا بوجھ بڑھ رہا ہے۔ ریلیف فنڈ آپ کے نام سے ہے۔ اس میں اگر کوئی ملک میں 100 روپے بھی جمع کروا رہا ہے تو وہ آپ کے پاس اس کی امانت کے طور پر ہے۔ کوئی صنعت کار، یا کوئی بزنس گروپ آٹھ دس کروڑ عطیہ کر رہا ہے۔ تو وہ بھی آپ کے پاس قوم کی امانت کے طور پر ہیں۔ غیر ممالک سے جو یورو، ڈالر، آ رہے ہیں وہ بھی ایک امانت ہیں۔ جو سامان آ رہا ہے۔ خیمے، کمبل، رضائیاں، کھانے پینے کی اشیاء یہ سب امانتیں ہیں۔ حتیٰ کہ ادویات بھی امانتیں ہیں۔ اس لئے کہ یہ آپ تک اس امید کے ساتھ پہنچائی جا رہی ہیں کہ آپ کے ذریعے یہ متاثرین تک پہنچ سکیں۔

اس سے پہلے وہ قومی خزانہ جو آپ کے دور میں پہلی بار بھرا ہے۔ جہاں تاریخ پاکستان میں پہلی دفعہ اتنے ارب ڈالر ذخیرہ ہوئے ہیں۔ یہ بھی امانت ہیں۔ اب زلزلہ زدگان کے لئے دنیا آپ کے پاس اپنے پیسے امانت رکھ رہی ہے۔ پاکستان کے عوام آپ کے پاس امانتیں رکھ رہے ہیں۔ مختلف عالمی تنظیمیں اپنے اپنے طور پر عطیات وصول کر کے آپ کو پہنچا رہی ہیں تو یہ بھی امانت ہے۔ انسان جو زمین پر اللہ تعالیٰ کے نائب کے طور پر آتا

www.urdukutabkhanapk.blogspot.com



ہے۔ وہ بھی ایک بارِ امانت اٹھاتا ہے۔ ایسی امانت جس کا بوجھ پہاڑ اور سمندر نہ اٹھا سکے۔ ہر انسان کو اپنے اپنے بارِ امانت کے لئے اللہ تعالیٰ کی عدالت میں جواب دینا ہوگا۔ آپ پر تو امانتوں کا بوجھ زیادہ ہی ہوگیا ہے اسی لئے حساب بھی اتنا ہی زیادہ ہوگا۔ اوپر کی عدالت میں تو حساب اپنے وقت پر ہونا ہی ہے۔ لیکن یہاں بھی قوم اور خاص طور پر خاموش اکثریت اپنے طور پر جائزہ لیتی رہتی ہے کہ ہمارے امیر امانت میں خیانت تو نہیں کر رہے۔ جن کا حق ہے، ان تک پہنچ رہا ہے یا نہیں آپ کی زندگی بھی اللہ تعالیٰ کی ایک امانت ہے۔ جو دو خودکش حملوں اور اس سے پہلے فوجی معرکوں میں محفوظ رہی ہے۔ آپ کا ایمان بھی یقیناً یہ ہوگا کہ اگر اللہ تعالیٰ نے ان حملوں میں آپ کو زندہ رکھا ہے، تو کچھ بڑے کام..... کٹھن ذمہ داریاں آپ کی منتظر ہیں۔

قوم تو سوچتی ہے کہ امانتوں کا بوجھ آپ پر ہی کیوں بڑھ رہا ہے۔ 12/اکتوبر کو آپ کو اس ملک کا نظم و نسق بطور امانت ملا، ابھی اس کی آزمائش جاری تھی کہ گیارہ ستمبر کا المیہ برپا ہوگیا اور پاکستان فرنٹ لائن اسٹیٹ بن گیا۔ کتنے خطرناک دن تھے، کتنا نازک زمانہ تھا، کتنی بڑی آزمائش تھی۔ ابھی اس کے اثرات سے ہی کشمکش جاری تھی اور ملک میں بہت کچھ کرنے کو باقی تھا۔ پانی کا مسئلہ تھا، بڑے ڈیم بنانے کا سوال تھا، صوبوں کو فنڈز کی فراہمی، ان کی شکایات دور کرنا۔ ملک کو مکمل جمہوریت کی طرف لے جانا۔ 1973ء کے آئین کو اصل حالت میں نافذ کرنا، بھارت کو مسئلہ کشمیر کے حل پر آمادہ کرنا، لاکھوں لوگوں کو غربت کی لکیر سے اوپر لانا، نوجوانوں کو روزگار فراہم کر کے ان کی عزت نفس بحال کرنا۔ یہ سب کچھ ابھی ہونا تھا، کہ زلزلہ آ گیا۔ گیارہ ستمبر 2001ء بھی اچانک آئی، اس کے لئے بھی پہلے سے کوئی تیاری نہیں تھی نہ ہو سکتی ہے، کچھ معلوم نہیں تھا کہ کیا ہوگا کیا کرنا چاہیئے۔ اس کے نتیجے میں ملک جس طرح ایک بحران سے دوسرے بحران میں داخل ہوتا گیا خطرات جس طرح بڑھتے گئے، لہو بہتا رہا، تخریب کاریاں، خودکش حملے پھر مملکت کو اپنی پالیسیاں بدلنا پڑیں۔ داخلہ اور خارجہ پالیسیوں میں تبدیلیاں آئیں، کتنے سیکورٹی پلان بنے، قوم کے ذہنی افق پر نئے خیالات طلوع ہوئے۔

www.urdukutabkhanapk.blogspot.com

آپ نے یقیناً یہ نہیں سوچا ہوگا کہ 12/اکتوبر 1999ء کو اچانک شروع ہونے والا یہ سفر اتنا دشوار گزار اور اتنا طویل ہو جائے گا۔ زلزلے سے تباہی اس ملک میں سب سے بڑا المیہ ہے۔ اب تک تو آپ انتہا پسندی، دہشت گردی کے خاتمے کو ایک چیلنج کر رہے تھے۔ اقتصادی اصلاحات کے تسلسل کو ایک آزمائش خیال کر رہے تھے یہ دونوں چیلنج اپنی جگہ اسی طرح موجود ہیں اور 28 ہزار مربع کلومیٹر کے علاقے میں تعمیر نو کا کہیں بڑا مسئلہ سامنے آ کر کھڑا ہو گیا ہے۔ یہ بہت بڑا انسانی المیہ بھی ہے۔ قریباً اسی ہزار ہم وطن جاں بحق ہو چکے ہیں۔ ایک لاکھ سے زیادہ شدید زخمی ہیں۔ 33 لاکھ سے زیادہ بے گھر ہیں۔ پھر برفباری، سخت سردی، جسم چیرتی ٹھنڈی ہواؤں کے تین مہینے سر پر آ چکے ہیں۔

یہ امانتیں آپ کو ان کے حقداروں تک پہنچانی ہیں۔ قوم کو اس آزمائش کا تجربہ نہیں تھا۔ فوج نے پہلے اس وسیع پیمانے پر امدادی کارروائیاں نہیں کی ہیں۔ اتنی بڑی تعداد میں مکانات پہلے زمین بوس نہیں ہوئے ہیں۔ آپ یقیناً اللہ تعالیٰ سے دعا کرتے ہوں گے کہ وہ اس آزمائش میں سرخرو ہونے کی توفیق دے۔ آپ کو یہ بھی سوچنا ہے کہ کئی ارب ڈالر جو آپ کے پاس بطور امانت ہیں اور جنہیں اب بھی کم سمجھا جا رہا ہے۔ یہ بھی صحیح طور پر تقسیم ہوں۔ جہاں جہاں خرچ ہونے چاہئیں۔ وہیں پوری احتیاط سے صرف ہوں۔ اتنے وسیع و عریض علاقے میں، لوگوں کی اتنی بڑی تعداد میں، اونچے نیچے مقامات تک جہاں رسائی آسان نہیں ہے۔ وہاں ایک ایک روپے کی تقسیم کس طرح بروقت اور منصفانہ ہو سکتی ہے۔ جب کہ ہمیں پہلے سے تجربہ بھی نہ ہو، وسائل بھی نہ ہوں، نیٹ ورک بھی نہ ہو، اس لئے بار بار جائزہ لینا، معائنہ کرنا ناگزیر ہے۔ اب ایک ماہ گزرنے کے بعد پوری تصویر سامنے آ چکی ہے۔ المیے کی شدت، ہمہ گیری اور ہولناک نقصانات کا بھی اندازہ ہو چکا ہے اور ان علاقوں میں انتہائی خطرناک حالات میں کام کرتے فوجیوں، رضاکاروں، غیر سرکاری تنظیموں، سول انتظامیہ، مقامی حکومتوں کے اہلکاروں کے تجربے بھی تفصیلات بتا رہے ہیں۔ اس لئے اب نچلی سطح سے لے کر اعلیٰ سطح تک ایک ایسا مقام قائم ہونا چاہئے، جس میں زیادہ سے زیادہ مشاورت ہو۔ ایک دوسرے کی معاونت ہو، ابتدائی طور پر ایک نظم ایک ضبط یقیناً مشکل تھا

www.urdukutabkhanapk.blogspot.com



کیونکہ اندازہ ہی نہیں تھا کہ کتنی دشواریاں ہیں۔ کتنی وسعت ہے، جو کچھ جس نے کیا، جس طرح کیا، وہ قابل تحسین ہے۔ لیکن اب انہی عظیم پاکستانیوں کے تجربات، مشاہدات کی روشنی میں امدادی رقوم، ضرورت کی اشیاء کی تقسیم کی نگرانی کے لئے تحصیل کی سطح تک باقاعدہ سول اور فوجی نظام قائم کیا جانا چاہیئے۔ اس وقت شکایتیں ہیں کہ کئی علاقوں تک ڈیٹا حاصل کرنے کوئی نہیں پہنچ سکا ہے۔ بعض کو امدادی سامان نہیں مل رہا ہے۔ اس کے بعد مرحلہ ہوگا، مکانات کی تعمیر کا۔ املاک کا تخمینہ ہمیشہ ایک نازک مرحلہ رہا ہے۔ پاکستان کے ابتدائی برسوں میں محکمہ بحالیات کے تلخ تجربات اور سفید پوش مہاجرین کے المیے کتابوں میں ریکارڈ پر ہیں۔ کسی ایک ادارے پر کوئی اعتبار نہیں کرتا، اس لئے مختلف سطح پر مانیٹرنگ ناگزیر ہے۔ آپ کا قومی سیکورٹی کونسل کا تصور نچلی سطح تک جانا چاہیئے۔ ان متاثرہ علاقوں میں تحصیل کی سطح پر سول، فوجی نمائندوں پر مشتمل کمیٹیاں قائم ہوں۔ جو تقسیم اور تعمیر نو کے تمام مراحل کی ذمہ دار ہوں۔ سرحد میں مقامی حکومتوں کا نظام موجود ہے۔ وہاں تحصیل ناظم نگراں ہوسکتا ہے۔ اس کے ساتھ سول سروس اور فوج کا کوئی نمائندہ ہو آزاد کشمیر میں سول سروس، فوج اور مقامی آبادی کا کوئی معزز، معتبر شخص، استاد شامل کیا جاسکتا ہے۔

جناب صدر! سفر بہت طویل ہے۔ تعمیر نو کا مرحلہ 5 سے 10 سال میں طے ہونے کا کہا جارہا ہے یعنی 2015 تک۔ 2007 کا الیکشن تو جلد ہی سامنے ہوگا، ایک بلدیاتی اور ایک عام انتخاب اور ہوسکتا ہے۔ یہ سفر تنہا نہیں کیا جاسکتا۔ رضاکاروں کی ایک تحریک کو تو منظم کیا جارہا ہے۔ جو یقیناً اس عمل میں معاون ہوگی۔ لیکن متحرک سیاسی حلقوں کو بھی اس میں شامل کرنا ناگزیر ہے۔ کیونکہ کئی بحران پہلے سے موجود ہیں اور بھی رونما ہوسکتے ہیں۔ پھر تعمیر نو کے طویل مرحلے میں سیاسی شگوفے بھی کھلیں گے۔ ان کا بھی پہلے سے اندازہ ضروری ہے۔ اس کے لئے ایک مضبوط، ذمہ دار حساس سیاسی ماحول وجود میں لائیں۔ موجودہ لاتعلق بحث برائے بحث۔ عمل سے گریز کرنے والی سیاسی فضا آنے والے چیلنجوں کا سامنا نہیں کرسکتی۔

⌘ ⌘ ⌘ ⌘

www.urdukutabkhanapk.blogspot.com


# بہت کچھ سکھانے والے یہ دو ماہ

پاکستان کی تاریخ کا بدترین سانحہ ہولناک زلزلہ، اتنی بڑی تعداد میں کبھی نہ ہم وطن جاں بحق ہوئے نہ گھر اتنے برباد ہوئے۔ دو ماہ ہو گئے ہیں، وقت مرہم ہے زخم بھر دیتا ہے، غم بھلا دیتا ہے لیکن یہ دکھ اتنا گہرا ہے، اتنا گھنا ہے کہ بھولے نہیں بھلایا جا سکتا ہے۔ یہ ہم سب کے لئے ایک بہت بڑا المیہ ہے لیکن ساتھ ساتھ ایک تجربہ بھی ہے۔ نیا اور بہت کچھ سکھا دینے والا۔ ہم سب کو اس سے ہمہ گیر سبق ملے ہیں۔ سب نے کچھ نہ کچھ سیکھا ہے انہوں نے بھی جو اپنے آپ کو سب کچھ جاننے والے اور سیکھے ہوئے سمجھتے ہیں۔ وہ بھی جو کچھ کرنا چاہتے ہیں اور ان دو ماہ میں انہوں نے بہت کچھ کیا بھی ہے اور وہ جو ساحل پر بیٹھ کر صرف تبصرے کرتے ہیں۔ اپنے آپ کو عقل کل سمجھتے ہوئے تیرنے اور ڈوبنے والے پر مختلف پہلوؤں سے نکتہ چینی کرتے ہیں۔ انہوں نے بھی یقیناً کچھ سیکھا ہے۔ آزادی تو نصف صدی سے کچھ سال پہلے ہمیں مل گئی تھیں۔ لیکن اتنا بڑا ملک سنبھالنے، چلانے کا تجربہ نہیں تھا انگریزوں کے آنے سے پہلے جو ملک چلا رہے تھے انہوں نے ایسے ادارے قائم نہیں کئے تھے جو اس خلا کو پر کر لیتے۔ 1965ء کی جنگ نے ہمیں جو کچھ سکھایا وہ 1969ء کی سیاسی تحریکوں میں ہمارے ذہنوں سے صاف ہو گیا۔ 1970ء کے سائیکلون میں ہم اس جوش اور یکجہتی کا مظاہرہ نہ کر سکے۔ چھوٹے چھوٹے زلزلے آئے، بڑے بڑے بم دھماکے ہوئے ان پر ایک محدود جوش دیکھنے میں آتا رہا۔ شہریوں میں ہنگامی صورتحال، سیلاب، طوفان اور دوسری آفات ناگہانی سے نمٹنے کی تربیت سول ڈیفنس میں دی جاتی تھی۔ اس کے لئے رضا کاروں کو تربیت دی جاتی تھی، محلوں میں اس کے وارڈن ہوتے تھے۔ یہ نظام ایک عرصے تک تھا۔ محکمہ تو قائم رہا لیکن شہریوں سے اس کا رابطہ کم ہوتا گیا یہ موضوع اپنی جگہ اہم اور تحقیق طلب ہے کہ سول ڈیفنس کا وجود ختم یا بے معنی کیوں ہو گیا۔ کیا اسے صرف

www.urdukutabkhanapk.blogspot.com

دوران جنگ ایک دوسری دفاعی لائن سمجھا گیا تھا اور جب ایٹمی طاقت ہونے کے بعد جنگ کے امکانات معدوم ہوتے گئے تو اس کی ضرورت بھی محسوس نہیں کی گئی یا ہنگامی صورتحال آگ، بم دھماکوں میں ایدھی اپنے رضا کاروں کے ساتھ آجاتے ہیں اس لئے سول ڈیفنس کے والنٹیرز غیر ضروری ہوگئے۔ کچھ بھی ہوا ہو سول ڈیفنس ایک ادارے کی حیثیت سے اب فعال وجود نہیں رکھتا۔ رفتہ رفتہ ہم بوجوہ سمجھنے لگے کہ ڈیفنس اور سول کا آپس میں کوئی تعلق نہیں ہے۔

اللہ تعالیٰ سے زیادہ کون ہماری کمزوریوں، لغزشوں سے باخبر ہے۔ ہمارے ذہنی رویوں کو اچھی طرح جانتے ہوئے ہی ہمیں اتنا بڑا جھٹکا دیا گیا، اتنی بڑی آزمائش میں ڈالا گیا اور آنکھیں رکھنے والو، دیکھو کہ ہمیں جو عادت تھی گھر بیٹھے پوری دنیا پر تبصرے کرنے کی، اپنی ذمہ داریوں سے گریز اور دوسروں کی ذمہ داریوں پر تنقید کی، اس عظیم حادثے سے ہم جیسے غافل، اا پروا بھی متاثر ہوگئے اور ہمارے نوجوان تو شہروں، قصبوں، گاؤں، کالجوں، یونیورسٹیوں، مدرسوں، بنگلوں، مکانوں، کوارٹروں اور جھونپڑیوں سے از خود نکل آئے اور کسی نہ کسی امدادی سرگرمی میں مصروف ہوگئے۔

اس تجربے سے سب پاکستانی کچھ نہ کچھ سیکھ رہے ہیں۔ صدر مملکت اور وزیر اعظم، وفاقی وزراء، گورنرز، وزرائے اعلیٰ، صوبائی وزراء، سیاسی رہنما، حکمران پارٹی، اپوزیشن پارٹیاں سب کو نئی صورتحال کا سامنا کرنا پڑا ہے، معمول سے ہٹ کر مسائل دیکھنے پڑے ہیں۔ نئی اصطلاحات، نئے کام، نئے غم، نئے دکھ۔ میں نہیں سوچ سکتا کہ جب ان اہم شخصیتوں نے زلزلہ زدگان کی آنکھوں میں تیرتے آنسو دیکھے ہیں یا پتھرائی ہوئی آنکھیں، سپاٹ چہرے دیکھے ہیں تو ان کے دل نہیں ہلے ہوں گے، ان ہم وطنوں کا درد ان کے اندر نہیں اترا ہوگا۔ ان میں سے کسی کو پہلے تجربہ نہیں تھا اس سطح کی تباہی، اتنی وسعتوں میں پھیلی بربادی کا، یہ بھی اپنی میٹنگوں میں اس صورتحال سے نمٹنے کے لئے غور کرتے رہے، راستے تراشتے رہے، ہماری فوج نے بھی پہلے زلزلوں، سیلابوں، طوفانوں میں امدادی کارروائیاں کی ہیں، خوراک پہنچائی ہے، بیلی کاپٹر اڑائے ہیں لیکن اتنے رقبے تک کبھی کوئی تباہی نہیں

www.urdukutabkhanapk.blogspot.com



پھیلی تھی، اتنی دشوار گھاٹیاں، نوکیلی چٹانیں راہ میں نہیں تھیں، انفرااسٹرکچر جو پہلے ہی ملک میں بہت کم اور بہت کمزور ہے وہ اتنے وسیع پیمانے پر تباہ نہیں ہوا تھا، فوجی افسروں اور جوانوں نے بھی یقیناً بہت کچھ سیکھا ہے جو انہیں آئندہ کسی ایسی (خدانخواستہ) آفت ناگہانی کی صورت میں اس مرتبہ سے زیادہ اعتماد تیز رفتاری اور بہتر حکمت عملی سے مقابلے کی ہمت دے گا۔ ڈاکٹر، نرسیں، سرکاری افسر، منتخب بلدیاتی ارکان جو عملاً ان علاقوں میں مصروف کار ہیں وہ بہت تجربہ حاصل کر رہے ہیں۔

اتنے بڑے رقبے اور اتنی بڑی تعداد میں خیمے نصب کرنے کا تجربہ ہمیں کہاں تھا۔ کس قسم کے خیمے کس طرح لگائے جاتے ہیں، طنابیں کس طرح کھینچی جاتی ہیں۔ عالمی برادری نے کس جوش اور جذبے سے ہماری مدد کی۔ ریسکیو ٹیمیں اپنی وسیع مہارت اور ٹیکنالوجی ساتھ لے کر آئیں۔ یہ ٹیمیں اپنے طور پر پہنچتی رہیں، ہمیں تو یہ بھی تجربہ نہیں تھا کہ انہیں کہاں، کس طرح لے بھیجا جائے لیکن اب ان کی مہارت ٹیکنالوجی ہمارے بہت سے افراد اور اداروں تک منتقل ہو چکی ہے۔ ہم میں سے جو سیکھنا چاہتے تھے، وہ سیکھ چکے ہیں اور جو صرف الزامات عائد کرنا اور مایوسی پھیلانا چاہتے تھے ان میں سے بھی بعض نے کچھ سیکھا اور کام کرنا شروع کر دیا۔ یہ بھی تو اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہی ہوتا ہے جس کو چاہے وہ توفیق دے کہ وہ دیکھیں، سیکھیں اور خلق خدا کی خدمت کریں۔ جن کو اس وقت بھی یہ توفیق نہیں مل سکی، وہ یقیناً گھاٹے میں ہیں۔ ڈاکٹر کہاں کہاں سے آئے، خود خیمے گاڑتے، فیلڈ اسپتال بناتے رہے۔ عارضی ٹائلٹ خود تعمیر کیے۔ آپریشن تھیٹر، بستر، ہم تو یہی سوچتے تھے کہ یہ فوج کا کام ہے وہی کرے لیکن کتنے سویلین کس کس ملک سے آئے۔ سب خود یہ کام کر رہے تھے۔ ہم اخبار نویسوں کو بھی اتنی بڑی تباہی کی خبریں، تصویریں، اپنی قارئین تک پہنچانے کا تجربہ نہیں تھا۔ ہم نے بہت کچھ سیکھا ہے۔ پہلے ہنگامی امداد پھر ضروری اشیائے خوردنی کی تقسیم، اس کے بعد کھلوں اور خیموں کی فراہمی ان عبوری اقدامات کے بعد مستقل آبادکاری، تعمیر نو، شہروں بستیوں، دیہات کی تعمیر، بہت کچھ ہے دیکھنے، سننے، سمجھنے کے لئے۔ اللہ تعالیٰ جن قوموں سے محبت کرتا ہے، چاہتا ہے کہ وہ کچھ سیکھیں، طاقتور بنیں، اپنے

www.urdukutabkhanapk.blogspot.com

افراد کو زندگی کی سہولتیں فراہم کریں، ان کو ہی ایسی آزمائشوں میں ڈالتا ہے۔ اچھی سوچ رکھنے والے کہہ رہے ہیں، لکھ رہے ہیں کہ قوم نے، اکثریت نے مثبت انداز اختیار کیا اور اس آزمائش سے بہت کچھ سیکھا ہے۔ فوج نے اور سویلین نے دونوں نے بہت کام کیا اور بہت کچھ سیکھا بھی، نچلی سطح پر فوجیوں اور عام شہریوں میں براہ راست رابطہ ہوا ہے، ایک دوسرے کو جانا ہے، ایک نئی سوچ پیدا ہوئی ہے، ایک دوسرے کی مدد کی، ایک دوسرے سے سیکھنے کی۔ بہت کمی یہی رہی ہے، تجربہ نہیں تھا اس لئے متاثرین کے صحیح اعداد و شمار بھی مرتب نہیں ہو سکے۔ شکایتیں باقی رہیں۔

اس نئے اعتماد، نئی طرز فکر سے ان متاثرہ علاقوں میں تو یقیناً بہتری آئے گی یہاں جو انفرااسٹرکچر بنے گا وہ پہلے سے یقیناً زیادہ پائیدار ہوگا اور جو گھر تعمیر ہوں گے وہ بھی پہلے سے بہتر اور مضبوط ہوں گے۔ اسکولوں، کالجوں، یونیورسٹیوں کی تقدیر بھی بدلے گی، رہنے والوں کو زندگی میں آسانیاں اور پہلے کی نسبت بہتر بنیادی سہولتیں میسر آئیں گی۔ جانے والوں کی کمی تو ہمیشہ آنسو رلائے گی لیکن ان کے پیچھے رہ جانے والوں کو یقیناً پہلے سے بہتر زندگی مل سکے گی اور اس سے ان کی روحیں مطمئن ہوں گی۔ اس تباہی کے نتیجے میں پیدا ہونے والی رضا کاریت، مسائل سے نمٹنے کی سوچ، حکمت عملی مرتب کرنے کی فکر تو اب پورے ملک میں پھیلی ہے۔ اس لیے اس کے ثمرات صرف متاثرہ علاقوں تک ہی نہیں رہیں گے پورے پاکستان کو اس سے فائدہ پہنچنا چاہئے۔ اب یہ حکومت، سیاسی جماعتوں، قومی اداروں یعنی ہم سب پر منحصر ہے کہ ہم اس رضا کاریت، تعمیر نو کے جذبات اور ہنگامی صورتحال سے نمٹنے والے غیر ملکی اداروں سے ملنے والی مہارت اور ٹیکنالوجی کو اپنے ملک کی خدمت میں بروئے کار لاتے ہیں یا نہیں۔

⌘ ⌘ ⌘ ⌘

www.urdukutabkhanapk.blogspot.com

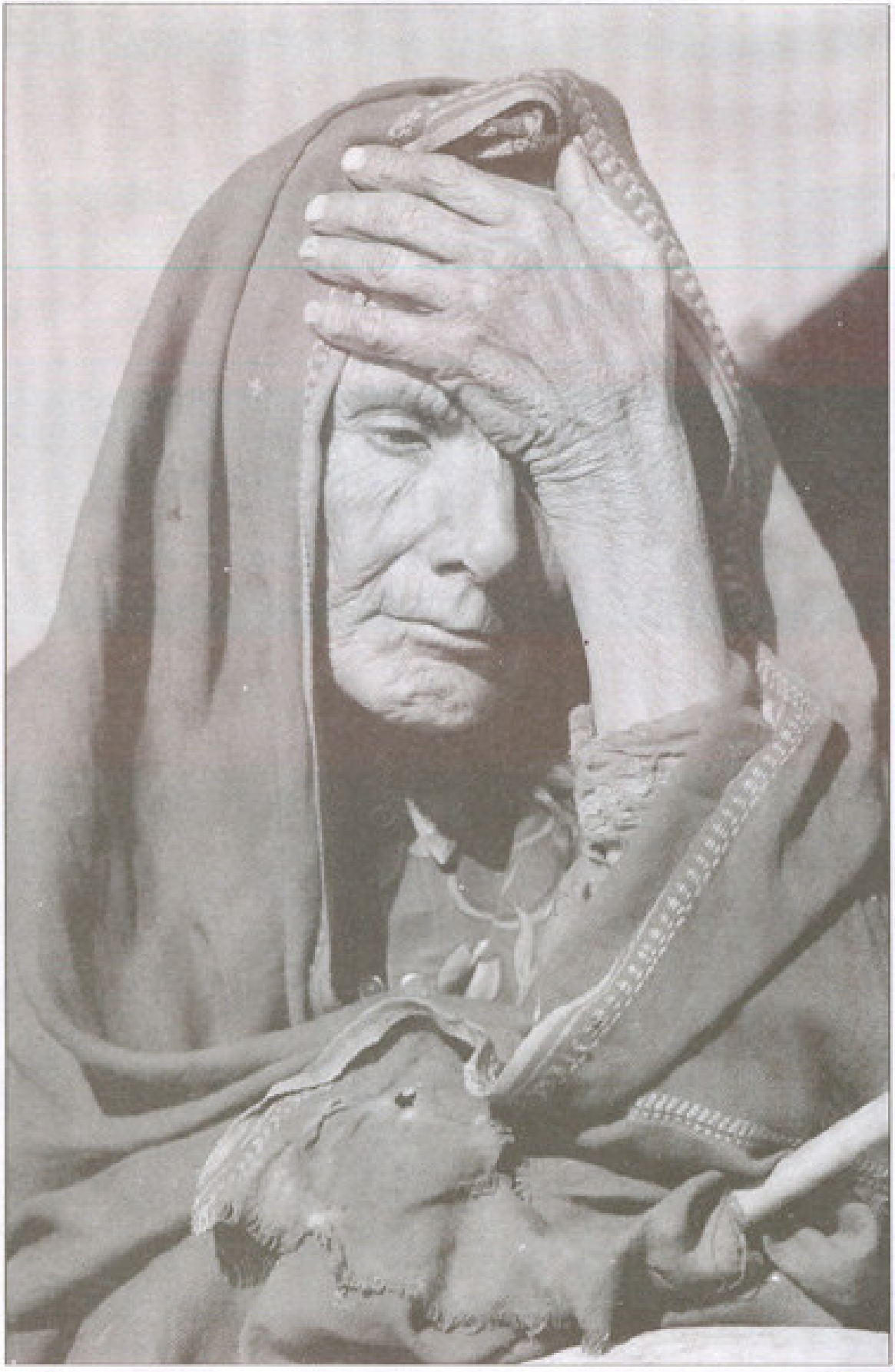

www.urdukutabkhanapk.blogspot.com

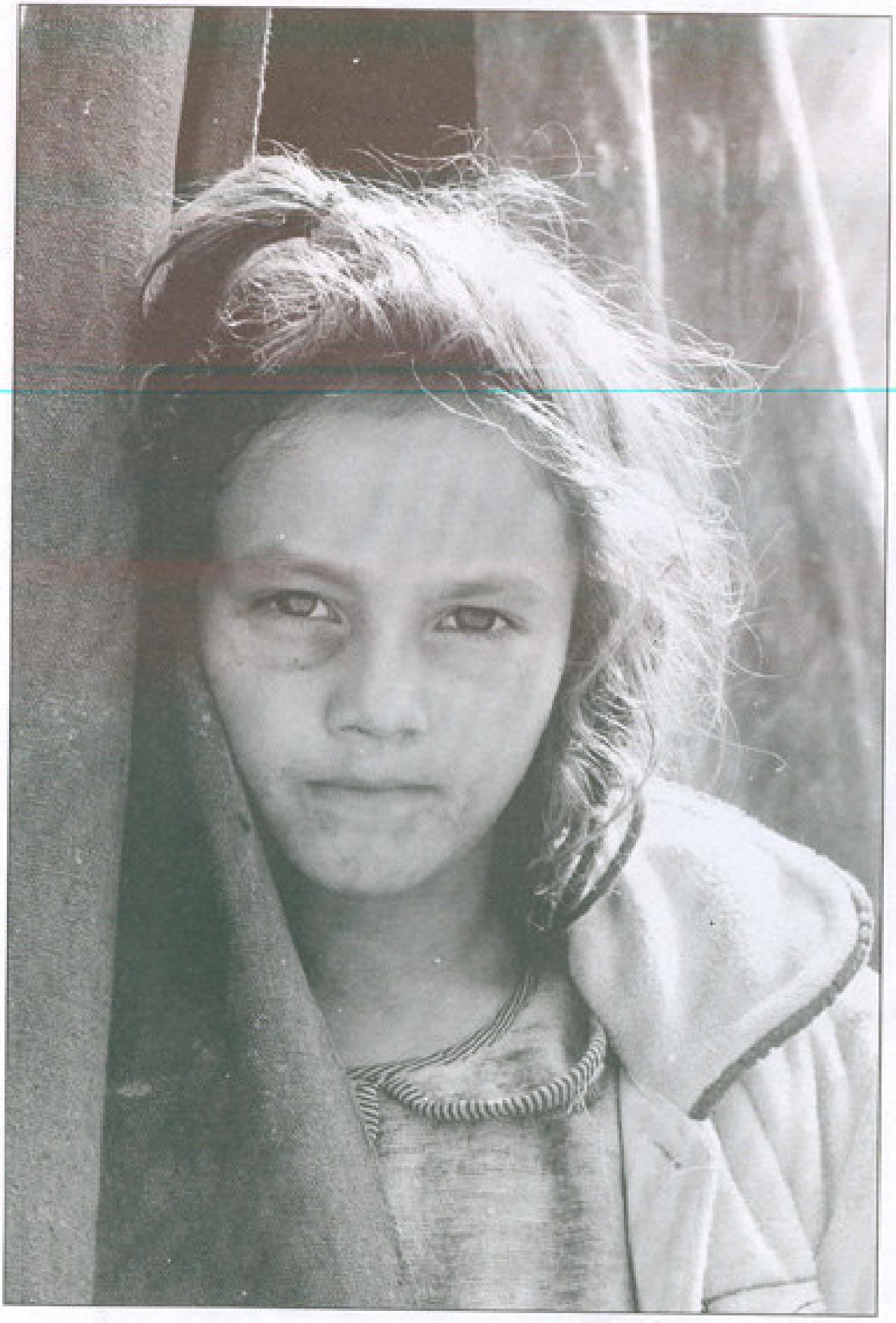

www.urdukutabkhanapk.blogspot.com

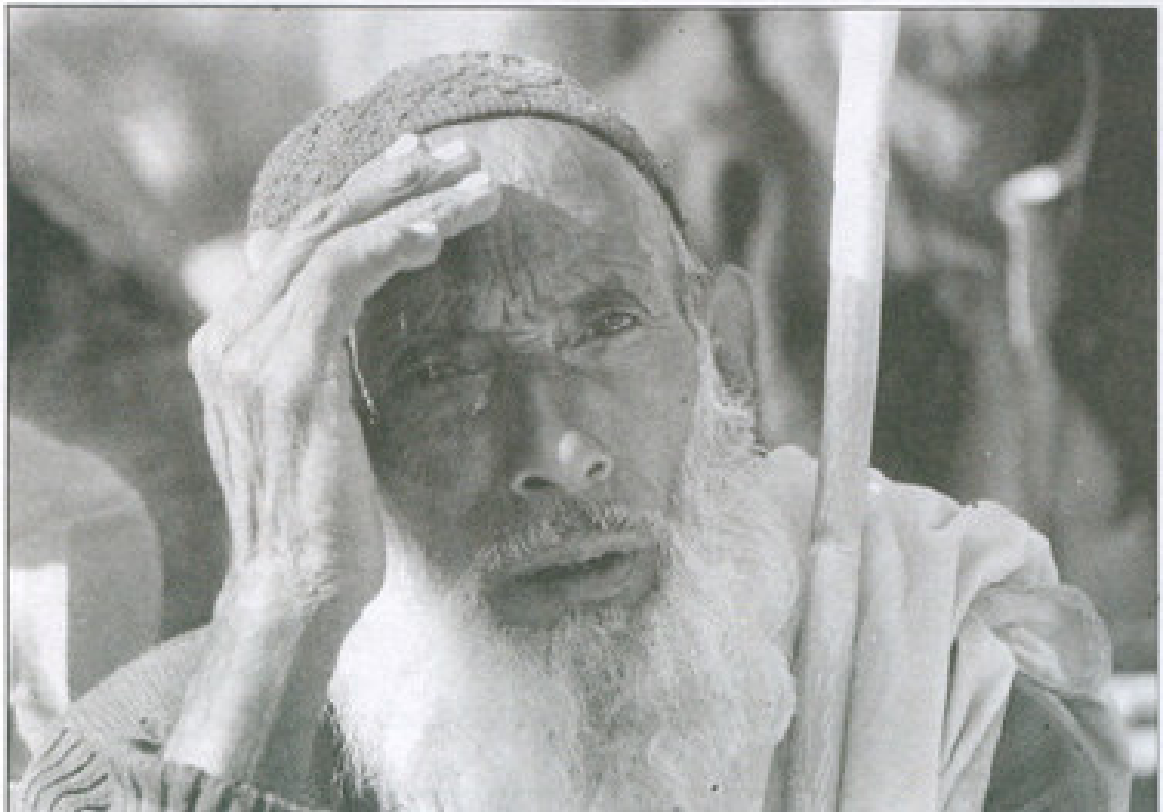

www.urdukutabkhanapk.blogspot.com

www.urdukutabkhanapk.blogspot.com

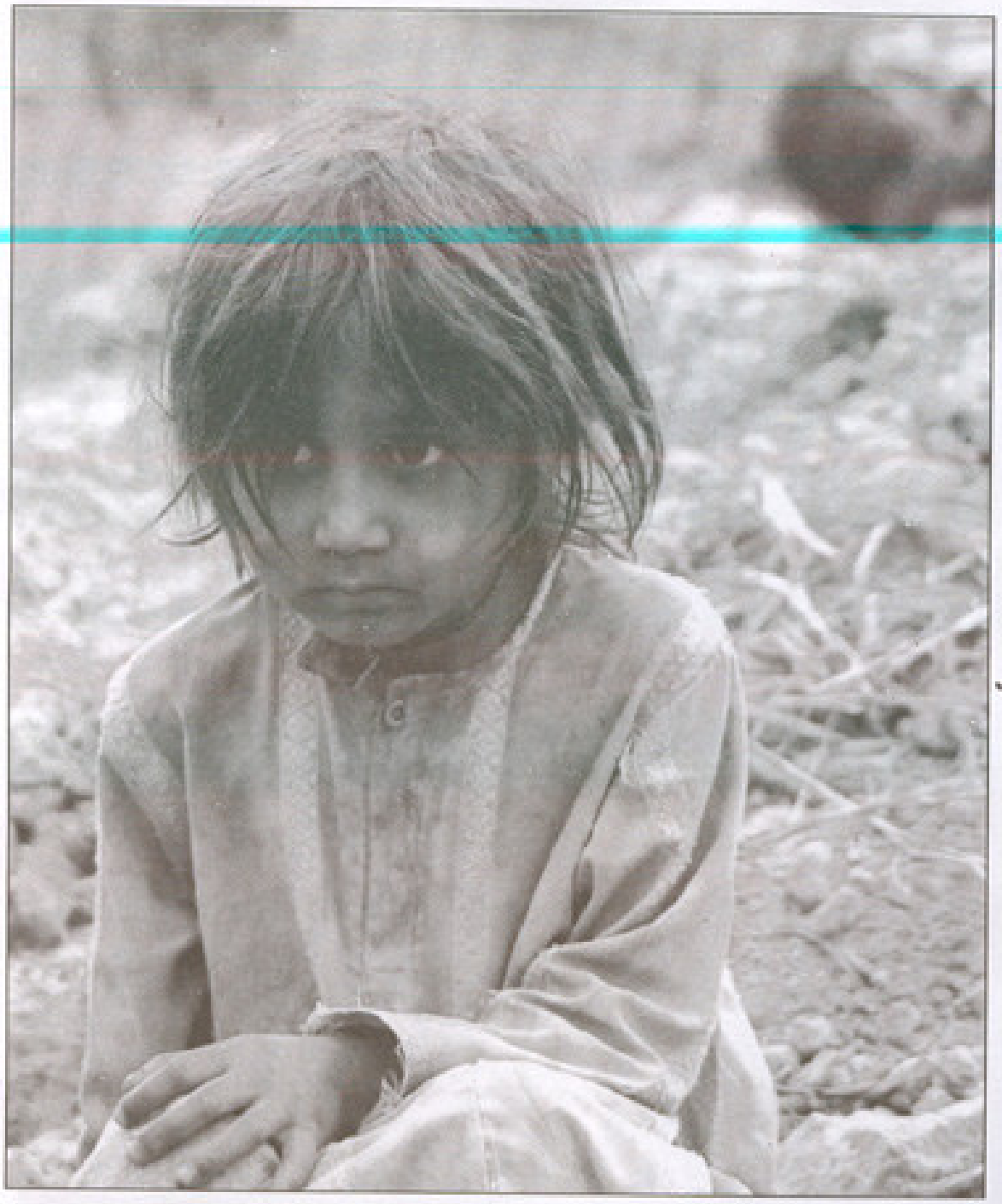

www.urdukutabkhanapk.blogspot.com

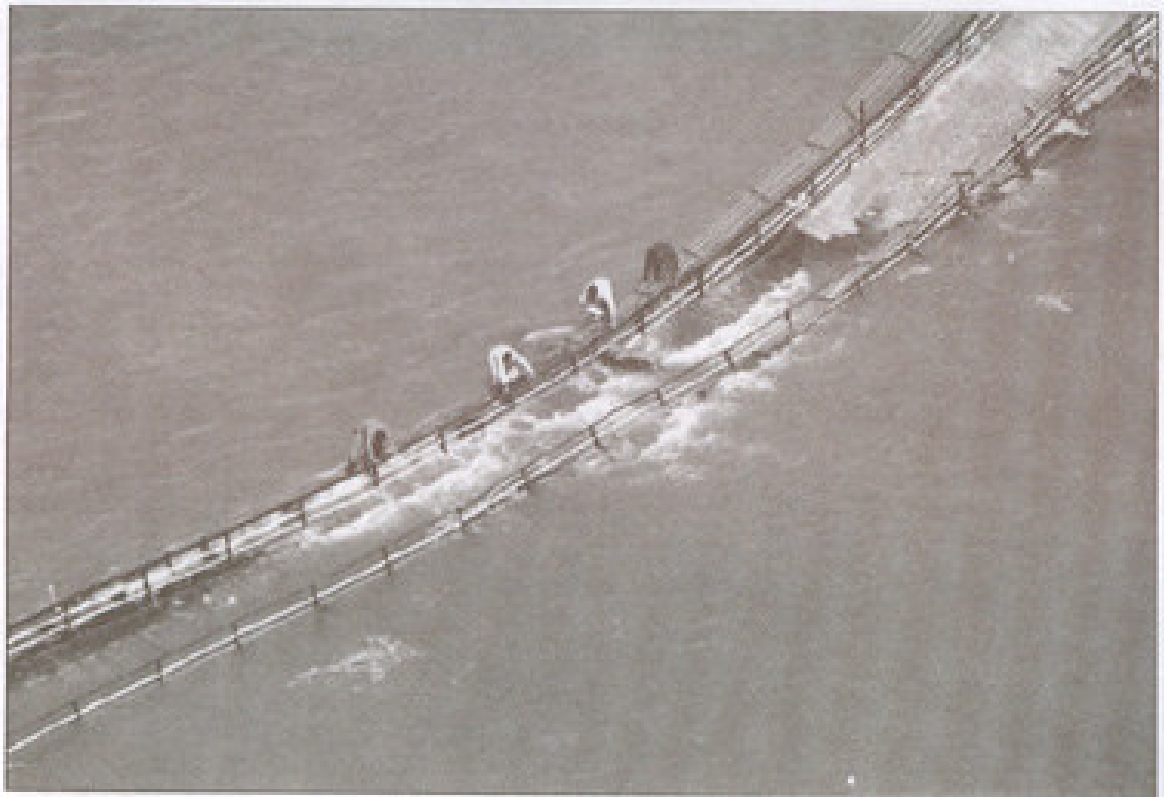

www.urdukutabkhanapk.blogspot.com

www.urdukutabkhanapk.blogspot.com

www.urdukutabkhanapk.blogspot.com



# نظمیں

(زلزلہ ایک شعری تجربے کے طور پر)

www.urdukutabkhanapk.blogspot.com



# ترتیب

صفحہ نمبر


| | |
|---|---|
| 1۔ گڑھی حبیب اللہ | 89 |
| 2۔ مناجات | 91 |
| 3۔ بالاکوٹ | 94 |
| 4۔ پہلا پیریڈ | 95 |
| 5۔ مری آغوش خیمہ بن گئی ہے | 96 |
| 6۔ کسی تخلیق کی ساعت تو نہیں تھی | 98 |
| 7۔ اک چیخ اور بعد میں صدیوں کی خامشی | 101 |
| 8۔ جاگتی قوم کا ایثار، اثاثہ اپنا | 103 |
| 9۔ شامل ہے اب تو خوشبوؤں میں زلزلے کی دھول | 106 |
| 10۔ خوفناک جاڑے کی لہر آنے والی ہے | 108 |
| 11۔ ہیلی کاپٹر | 113 |
| 12۔ پربت پہ شجر محوِ فغاں کس کے لئے ہیں | 115 |
| 13۔ شانِ پاکستان سے ہے آن پاکستان سے | 116 |
| 14۔ ماؤں بہنوں پہ ہے آفات کی یلغار وہی | 118 |
| 15۔ فیلڈ ہسپتال۔ الائی | 122 |
| 16۔ گنگناتی وادیاں، شہر خموشاں ہو گئیں | 124 |
| 17۔ چکلالہ ایئر بیس | 125 |

www.urdukutabkhanapk.blogspot.com



# گڑھی حبیب اللہ

ڈگمگاتے ہیں مرے پاؤں
زمیں ہلتی ہے
میرا بستہ مرے ہاتھوں سے گرا جاتا ہے
آسماں مجھ کو بلاتا ہے
اکیلا ہی چلا جاؤں..... ماں!!

9-10-2005

(زلزلے کے دوسرے دن)

www.urdukutabkhanapk.blogspot.com



My feet tremble

Earth shakes

My satchel slips out of

My hands

Sky beckons me

Should i go alone mother?

www.urdukutabkhanapk.blogspot.com



# مناجات

یا اِلٰہ العالمیں ۔ پروردگار دو جہاں
مشکل میں ہیں اہل زمیں
کوئی بھی تیرے سوا ان کا نہیں ۔ کوئی نہیں
ہم میں کچھ ظالم ہیں بے شک ۔ اور کئی مظلوم ہیں
چند اک خوشحال بھی ہیں ۔ ان گنت محروم ہیں
نعمتیں ہر گام تیری ۔ ہر قدم تیرا کرم
ہر گھڑی تیری عطا ہے ۔ شکر کب کرتے ہیں ہم
اپنی غفلت مانتے ہیں ۔ ہر خطا تسلیم ہے
رحم کر ان بستیوں پر ۔ جو اچانک مٹ گئیں
کتنی نسلیں گم ہوئیں ۔ کتنے قبیلے بے نشاں

www.urdukutabkhanapk.blogspot.com



صبر دے ان سیکڑوں ماؤں کو اے رب کریم
جن کے ہنستے کھیلتے معصوم موتی رل گئے
آنکھ جھپکی اور جن کی گود خالی ہو گئی
موت سے پوچھے کوئی ظالم یہ تو نے کیا کیا
کن گناہوں کی ملی ان بے گناہوں کو سزا
علم کی دھن میں گئے تھے صبح بچے بچیاں
اب لہو میں ڈوبتے، بستے، کتابیں، کاپیاں
کہیں بچے جاگتے ہیں۔ ماں تا سوئی ہوئی
کہیں ماں کے بازوؤں میں زندگی کھوئی ہوئی
کہیں سر کا تاج بچھڑا، رہ گئی ہے بیوگی
کہیں گھر کا حسن اجڑا، چھا گئیں تنہائیاں
سخت جتنا امتحاں ہے، اتنے ہم قابل نہیں
بخش ہمت، حوصلہ احساس اور کر دے عطا

www.urdukutabkhanapk.blogspot.com



جذبہ تعمیر نو بھی دوسروں کا درد بھی
احترام مملکت بھی، احترام فرد بھی
صرف تجھ کو مانتے ہیں
ہیں تجھی سے مانگتے
اے الٰہ العالمین
پروردگار دو جہاں
مشکل میں ہیں اہل زمیں
کوئی بھی تیرے سوا ان کا نہیں

11-10-2005

www.urdukutabkhanapk.blogspot.com



# بالاکوٹ

ماں! بہت پیاس لگی ہے
مجھے پانی دے دے
میرے سینے سے یہ شہتیر
ہٹا دے ابا
میں بڑا ہو لوں
اٹھالوں گا یہ چھت کندھوں پر
جیسے چھ دن سے سنبھالے ہوئے تو ہے ابا
ماں ورانڈے کو لپیٹے ہوئے کیوں سوتی ہے
بھائی دیوار میں کیا سونگھتا ہے
دادی اینٹوں میں سے کیوں جھانکتی ہے
منی رڑہتے ہوئے دہلیز پہ جا پہنچی ہے
باجی! پکڑوا سے میں تو نہیں ہل سکتا
ماں بہت پیاس لگی ہے، مجھے پانی دے دے

12-10-2005

www.urdukutabkhanapk.blogspot.com



# پہلا پیریڈ

مس! یہ پہلا پیریڈ کیوں آج لمبا ہو گیا

کیا ہوا!

اسکول کی گھنٹی بھی اب خاموش ہے

پڑھنے بیٹھے تھے سبق تاریخ کا

خود بخود ہلنے لگا جغرافیہ

ہاتھ بھی اٹھتے نہیں ہیں

ہونٹ بھی ہلتے نہیں

گر گئی ہے فرش پر اسلامیات

چوم کر اس کو اٹھانے کوئی بھی آتا نہیں

آپ کی آنکھوں سے آنسو آج کیوں گرتے نہیں؟

12-10-2005

www.urdukutabkhanapk.blogspot.com



# مری آغوش خیمہ بن گئی

زمیں کانپی

تو میرے ہاتھ لرزے، انگلیاں تڑ پیں

پلک جھپکی تو میری گود میں ممتا نہیں پتھر بھرے تھے

سسکیاں تھیں۔ ''ماں، مرے بازو، مری ٹانگیں''

مرے لہجے میں سناٹا اترتا جا رہا تھا

.....

مری آغوش صحرا بن گئی ہے

ریت اڑتی ہے، بگولے رقص کرتے ہیں

کوئی لوری نہیں سنتا ہے، ہلکی ہلکی بارش ہے

مجھے چھونے کی خواہش ہے

www.urdukutabkhanapk.blogspot.com



مری آغوش دریا بن گئی ہے
بیکراں موجیں، مرے پہلو میں سمٹی ہیں
مری ممتا بلکتی ہے
کنارے پھیلتے جائیں
دعائیں لوٹتی آئیں

.....

مری آغوش خیمہ بن گئی ہے
سردیاں آنکھوں میں جمتی ہیں
ہوائیں برف میں لپٹی ہوئی چلتی ہیں
جیون ڈھونڈتی ہیں
مامتا آواز دیتی ہے
مرے لہجے میں اب تو زندگی ہے

21-10-2005

www.urdukutabkhanapk.blogspot.com



# کسی تخلیق کی ساعت تو نہیں تھی

یوں تو یہ قہر میں لپٹا ہوا
اک لمحہ تھا
جب زمیں
خاک نشینوں کی یہ مظلوم سی ماں
تہہ بہ تہہ
کرب میں تھی
درد میں تھی
چاند سورج کو کوئی فکر نہ تھی
آسماں اپنے تماشے میں مگن

www.urdukutabkhanapk.blogspot.com



کہیں یہ لمحۂ امکاں تو نہیں تھا
کسی تخلیق کی ساعت تو نہیں تھی
یہ گھڑی کن فیکوں کی تو نہیں تھی

.....

اس تجلی کو کوئی نام تو دیں

.....

کسی تہہ میں تو اتر کے دیکھیں

.....

کس پہ آنکھیں ہیں
جبیں کس پر ہے

www.urdukutabkhanapk.blogspot.com



اتنی اموات، اشارہ کیا ہے

بے بسی

نوحہ گری

اشرف الخلق

کہاں گور و کفن

ٹمٹماتی ہوئی امید

سندیسہ کیا ہے

یوں دل و ذہن ہیں مغلوب

نظارہ محجوب

اتنا کہرام بپا ہے

کوئی پیغام تو دیں

اس ستارے کو کوئی نام تو دیں

20-10-2005

www.urdukutabkhanapk.blogspot.com



# غزل

اک چیخ اور بعد میں صدیوں کی خامشی
جسموں کی بے وفائی پہ روحوں کی خامشی

قدرت مصوری میں ہے مصروف رات دن
شکلیں شدید کرب میں ، رنگوں کی خامشی

باتیں تھیں ، مسکراہٹیں اور زندگی کا شور
پھر بام و در پہ کپکپی ، صحنوں کی خامشی

www.urdukutabkhanapk.blogspot.com



روئی ہیں سن کے یہ بھی ہواؤں کی سسکیاں
ٹوٹی ہے پہلی بار چٹانوں کی خامشی

اک نسل درسگاہوں کے ملبے میں کھو گئی
دل چیرتی ہے ماؤں کے بستوں کی خامشی

رستے ہیں زخم زخم تڑپتی ہیں وادیاں
دریا ہیں گہری سوچ میں ، لہروں کی خامشی

بڑھتا رہا زمین کی ہر تہہ میں اضطراب
دیکھی گئی نہ اس سے درختوں کی خامشی

18-10-2005

www.urdukutabkhanapk.blogspot.com



# جاگتی قوم کا ایثار، اثاثہ اپنا

للہ الحمد کہ ایمان ہے زندہ اپنا
مال لے آئے ہیں سب بانٹنے اپنا اپنا

ساحل بحر عرب سے در اب خنجر تلک
ایک سا جوش ہے بیدار ہے جذبہ اپنا

صرف رحمٰن کی رحمت پہ بھروسہ اپنا
جاگتی قوم کا ایثار ، اثاثہ اپنا

www.urdukutabkhanapk.blogspot.com



بستیاں پھر سے بسانی ہیں ، ارادہ ہے یہی
قسمتیں پھر سے بنانی ہیں ، ارادہ ہے یہی

وادیاں پھر سے سجانی ہیں ارادہ ہے یہی
ہم حقیقت میں بدل ڈالیں گے سپنا اپنا

صرف رحمٰن کی رحمت پہ بھروسہ اپنا
جاگتی قوم کا ایثار ، اثاثہ اپنا

.....

گھاٹیاں راہ میں ہیں ہم تو چلے آئے ہیں
بجلیاں تاک میں ہیں ہم تو چلے آئے ہیں

زلزلے گھات میں ہیں ہم تو چلے آئے ہیں
اب ادا کر کے ہی جائیں گے فریضہ اپنا

صرف رحمٰن کی رحمت پہ بھروسہ اپنا
جاگتی قوم کا ایثار ، اثاثہ اپنا

www.urdukutabkhanapk.blogspot.com



اک نئے دور کا آغاز کریں خیموں میں
درد بانٹیں کہ سبھی زخم بھریں خیموں میں

دل دھکنے لگیں وہ دیپ دھریں خیموں میں
گائیں وہ گیت کہ ہو جائے پرایا اپنا

صرف رحمٰن کی رحمت پہ بھروسہ اپنا
جاگتی قوم کا ایثار ، اثاثہ اپنا

.....

آگے بڑھتا ہوا دیکھیں ہمیں آنے والے
اب رویے نہ کہیں بھی ہوں پرانے والے

مبتلا رشک میں ہو جائیں زمانے والے
نئی تعمیر کا معیار ہو ایسا اپنا

صرف رحمٰن کی رحمت پہ بھروسہ اپنا
جاگتی قوم کا ایثار ، اثاثہ اپنا

www.urdukutabkhanapk.blogspot.com



# غزل

شامل ہے اب تو خوشبوؤں میں زلزلے کی دھول
اڑتی ہے ساری محفلوں میں زلزلے کی دھول

رخسار پر حرارتیں آتش فشاں سی ہیں
یوں گھل گئی ہے آنسوؤں میں زلزلے کی دھول

کچھ کچھ سرک گئی ہے انا کی چٹان بھی
حائل ہے وضعداریوں میں زلزلے کی دھول

www.urdukutabkhanapk.blogspot.com



فرہاد کو پہاڑ کے ریزوں کی جستجو
شیریں کے نرم گیسوؤں میں زلزلے کی دھول

اڑتی ہے بن کے سبز دھواں رفتگاں کی خاک
کرتی ہے بین وادیوں میں زلزلے کی دھول

چہرے دکھائی دیتے ہیں کھنڈرات کی طرح
کیسے در آئی آئینوں میں زلزلے کی دھول

اک ثانیے میں مٹ گئیں آباد بستیاں
صدیوں رہے گی ثانیوں میں زلزلے کی دھول

سیف الملوک ہے نہ کہیں بانسری کی تان
ہے صرف اب سماعتوں میں زلزلے کی دھول

28-10-2005

www.urdukutabkhanapk.blogspot.com



# خوفناک جاڑے کی لہر آنے والی ہے

خوفناک جاڑے کی لہر آنے والی ہے
برف بھی پھر اپنے ساتھ قہر لانے والی ہے

لاکھوں بھائی بہنوں کی زندگی ہے خطرے میں
بڑھ رہا ہے اندھیارا روشنی ہے خطرے میں

بے بسی کا عالم ہے، تندہی ہے خطرے میں
جسم چیرتی سردی وار کرنے والی ہے

خوفناک جاڑے کی لہر آنے والی ہے
برف بھی پھر اپنے ساتھ قہر لانے والی ہے

www.urdukutabkhanapk.blogspot.com



دور کو ہساروں پر جسم و جاں ہیں مشکل میں
مائیں بچے زخمی ہیں ، خاندان ہیں مشکل میں

بے کلی بزرگوں میں نوجواں ہیں مشکل میں
ایک آفت آئی تھی ایک آنے والی ہے

خوفناک جاڑے کی لہر آنے والی ہے
برف بھی پھر اپنے ساتھ قہر لانے والی ہے

ہم وطن بچانے ہیں ، وقت ہے بہت ہی کم
شہر پھر بسانے ہیں ، وقت ہے بہت ہی کم

راستے بنانے ہیں ، وقت ہے بہت ہی کم
آس مٹنے والی ہے ، سانس رکنے والی ہے

خوفناک جاڑے کی لہر آنے والی ہے
برف بھی پھر اپنے ساتھ قہر لانے والی ہے

www.urdukutabkhanapk.blogspot.com



غم ہے بانٹتے رہنا ماؤں اور بہنوں کا
ایک پل نہیں رکنا سلسلہ عطیوں کا

ڈھیر جاری رکھنا ہے کمبلوں کا خیموں کا
سب سے کہتے رہنا ہے برف پڑنے والی ہے

لاکھوں بھائی بہنوں پر آفت آنے والی ہے
خوفناک جاڑے کی لہر آنے والی ہے

برف بھی پھر اپنے ساتھ قہر لانے والی ہے
سلسلہ عطیوں کا ، کمبلوں کا خیموں کا

بر قرار رکھنا ہے ، وقت ہے بہت ہی کم
وقت ہے بہت ہی کم

28-11-2005

www.urdukutabkhanapk.blogspot.com



# The Time at hand is so short

A wave of harsh winter is on way - we fear

The Snow too will now add to the tears

Endangered are hundreds and thousands of lives

Darkness gathers all around, smothering the light

Helplessness has conquered, at risk is vitality

Merciless winds will pierce through every body

Atop the hilltop, naked life is at exposed

Mothers, children injured, bruised and sore

Hardships and misery, families bear

Restless elders, the future impaired

One calamity hit without any stopping

No stopping now that the other is knocking

www.urdukutabkhanapk.blogspot.com



Alas? A little sand in the hourglass remains

So many compatriots and loved ones are to be bailed

Alas? The seconds are passing

So many cities are to be built and raised

The Time at hand is so short

Yet, roads are to be made and laid

Hope is dying and thinning

The grief ot mothers and sisters has to be shared

An ongoing chain of donations has to be maintained

We have to pile, stock and hoard

Tents, blankets, and warm clothing

We have to hurry - spread the word

The snow, sleet and hail are coming

www.urdukutabkhanapk.blogspot.com



# ہیلی کوپٹر

تیرے پر گھومتے ہیں
آس کو پر لگتے ہیں
زندگی اپنی امنگیں لئے لوٹ آتی ہے
تیری آواز سے جی اٹھتے ہیں
ڈوبے ہوئے دل
ہر طرف آہ وفغاں
موت تھی
بربادی تھی
ایک اک گام پہ بے چارگی
سہمی شکلیں
بے بسی عزم وعمل پر چھائی

www.urdukutabkhanapk.blogspot.com



گڑگڑاہٹ نے تری حوصلہ کتنا بخشا
پہلے زخمی کو اماں تجھ سے ملی
زندگی بخش دوائیں بھی ترے دوش پہ تھیں
کپکپاتی ہوئی ماں بہنوں کو
کتنے کمبل تری بانہوں نے دیئے
اپنے کندھوں پہ اٹھا کر خیمے
وادیوں، گھاٹیوں، جا کر بانٹے
دو بدو موت سے لڑنا کوئی تجھ سے سیکھے
وقت سے دوڑ لگانا کوئی تجھ سے سیکھے
تو تو ممتا بھی ہے ایثار بھی
غم خواری بھی
تو ہے اڑتی ہوئی امید بھی
دلداری بھی

2-12-2005

www.urdukutabkhanapk.blogspot.com



# غزل

پربت پہ شجر محوِ فغاں کس کے لئے ہیں
یہ اجڑے نگر نوحہ کناں کس کے لئے ہیں

گھر ہوتے ہوئے زندگی کیوں گھر سے ہے باہر
خیموں میں مکیں ہیں تو مکاں کس کے لئے ہیں

انگڑائی زمیں لے تو سرکتی ہیں چٹانیں
دھرتی کی تہیں اتنی جواں کس کے لئے ہیں

آنکھوں میں لہو بھر کے ہی اظہار کریں کیوں
یہ ہونٹ ، یہ الفاظ ، زباں کس کے لئے ہیں

22-11-2005

www.urdukutabkhanapk.blogspot.com



# رضا کاروں کا ترانہ

شان پاکستان سے ہے آن پاکستان سے
آج سب کی جان میں ہے جان پاکستان سے
سبز پرچم ، چاند تارہ قوم کی پہچان ہے
اپنے پاکستان پر جو کچھ بھی ہے قربان ہے
شان پاکستان سے ہے آن پاکستان سے

خدمتِ انسانیت ، دن رات ، نصب العین ہے
اپنی منزل قوم کی آنکھوں میں دل میں چین ہے
کہیں بھی آفت ہو، غم ہو، خود وہاں پہنچیں گے ہم
درد میں شدت نہ ہوگی ، اس طرح بانٹیں گے ہم
شان پاکستان سے ہے آن پاکستان سے

www.urdukutabkhanapk.blogspot.com



شہر، جنگل، کوہ و صحرا، غم جہاں ہوں ہم وہاں
کسی بھائی ماں کی آنکھیں، نم جہاں ہوں ہم وہاں
زلزلہ، سیلاب، طوفاں، بم دھماکا، حادثے
ہم وطن مشکل میں ہوں گے پاس ہم کو پائیں گے
شان پاکستان سے ہے آن پاکستان سے

جب کہیں زخمی ہو کوئی پہلا مرہم میں بنوں
بے سہارا کوئی بھی ہو پہلا ہمدم بنوں
ہم پہ اپنی سرزمیں کے ان گنت احسان ہیں
عزم، ہمت، حوصلہ ہی اب مری پہچان ہیں
شان پاکستان سے ہے آن پاکستان سے

24-12-2005

اُردو کُتب خانہ
URDUKUTABKHANAPK.BLOGSPOT

www.urdukutabkhanapk.blogspot.com



# ماؤں بہنوں پہ ہے آفات کی یلغار وہی

ہم تو بیٹھے ہیں بڑے چین سے اپنے گھر میں
در و دیوار کی آغوش میں کیا گرمی ہے
ٹی وی لاؤنج میں کافی چائے
محفلیں جمتی ہیں ، گپ لگتی ہے
بیاہ شادی کے بھی ہنگامے ہیں

ان کی سوچو کہ وہ جن کے بہت ہی پیارے
ایک لمحے میں جدا ہوگئے
برسوں کا الم چھوڑ گئے
بستیاں خاک ہوئیں ، موت کا سناٹا ہے

www.urdukutabkhanapk.blogspot.com



وہ جو رہتے تھے بھرے شہروں میں
کھلے میداں میں ہیں دن رات پڑے
کوئی چھت ہے نہ دریچہ ہے نہ دروازہ ہے
زندہ لوگوں کے مسائل میں ہے شدت اتنی
دل کے ٹکڑوں کی جدائی ہے بُھلانی پڑتی
اپنی قسمت سے لڑائی بھی ابھی ہے جاری
دو بدو جنگ ہے موسم کی غضب ناکی سے
برف گرتی ہے تباہی کے سندیسے دے کر

اُردو کُتب خانہ
URDUKUTABKHANAPK.BLOGSPOT

www.urdukutabkhanapk.blogspot.com



وقت سے دوڑ ، ادھر
موت سے ہاتھا پائی
کس کو فرصت ہے کہ امداد کسی سے مانگے
جسم اور جان میں رشتے کو بچانا مشکل

اُردو کُتب خانہ
URDUKUTABKHANAPK.BLOGSPOT

www.urdukutabkhanapk.blogspot.com



ان کی سوچو کہ جو ہر لمحہ ہیں جیتے مرتے
وقت کہتا ہے کہ نکلو گھر سے
پھر وہی جذبۂ اکتوبر ہو
ماؤں بہنوں پہ ہے آفات کی یلغار وہی
بے کسی بھی ہے وہی ، موت کے آثار وہی
پھر وطن ، اہلِ وطن ، چارہ گری مانگتا ہے
وہی ایثار ، وہی زندہ دلی مانگتا ہے

13-1-2006

www.urdukutabkhanapk.blogspot.com



# فیلڈ ہسپتال۔الائی

خواہشوں کی یورش میں
آرزو اکیلی ہے
فصل تازہ زخموں کی
اب تو پکنے والی ہے

.....

ریزہ ریزہ ہیں پربت
برف برف دریا ہیں
اجڑی اجڑی وادی میں
خیمہ زن مسیحا ہیں

www.urdukutabkhanapk.blogspot.com



موت سے یہ لڑتے ہیں
زندگی کے پیغمبر
ان کے بول مرہم ہیں
ان کے ہاتھ چارہ گر

.....

دیس دیس کے باسی
درد بانٹنے آئے
اپنے ساتھ درماں کے
سارے مرحلے لائے

.....

کیسی کیسی جراّحی
ہو رہی ہے خیموں میں
گھر پہ ڈر ہے مرنے کا
زندگی ہے خیموں میں

16-1-2006

www.urdukutabkhanapk.blogspot.com



❖

گنگناتی وادیاں ، شہر خموشاں ہوگئیں
آنکھ جھپکی ، بستیاں گنج شہیداں ہوگئیں

جن مکانوں کو سدا جائے اماں سمجھے تھے ہم
ان کی دیواریں ، چھتیں ہی دشمنِ جاں ہوگئیں

8-11-2005

اُردو کُتب خانہ
URDUKUTABKHANAPK.BLOGSPOT

www.urdukutabkhanapk.blogspot.com



# چکلالہ ایئر بیس

مسافرانِ محبت کی تو ہی منزل ہے
تمام راستے تیری طرف ہی آتے ہیں
جہان بھر کے امیں بھی امانتیں لے کر
تری فضاؤں میں دل کا سکون پاتے ہیں

.....

زبان ، رنگ ، عقائد ہیں مختلف لیکن
ہر ایک آنکھ میں احساس ایک جیسا ہے
مسافتیں بھی بہت ہیں ، فلائٹیں بھی کئی
مصیبتوں کا مگر پاس ایک جیسا ہے

www.urdukutabkhanapk.blogspot.com



بڑے خلوص ، کھلے بازوؤں سے چکلالہ
جہاز کرتا ہے خالی ، شنوک☆ بھرتا ہے
حیات بخش دوائیں ، لحاف اور خیمے
وصول کر کے اسی پل روانہ کرتا ہے

.....

وفورِ درد رضاکارئ مجسم تو
ہے زخم زخم شدہ بستیوں کا مرہم تو

14 جنوری 2006ء

☆ شنوک۔امریکی ہیلی کاپٹر جسے رحم کا فرشتہ کہا گیا

اُردو کُتب خانہ پی کے
urdukutabkhanapk.blogspot